الیاسی تبلیغی جماعت
بمقابلہ
اسلامی تبلیغی جماعت
تالیف
حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی

اسلامی تبلیغ والیاسی تبلیغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ (۱۱۱۶) از جمشید پور جناب اصغر علی صاحب

حضرت حامی سنت دامت برکاتہم القدسیہ تہدیہ سلام مسنون مزاج گرامی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اہلسنت زادھم اللہ شرفا شوکتہ مندرجہ ذیل امور میں

(۱) تبلیغی جماعت کے نام سے ملک میں جو جماعت کلمہ اور نماز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے کس عقیدے کے لوگ اس کی کمان کرتے ہیں؟۔

(۲) تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے اور اس کے عقائد کیا تھے سنا جاتا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی اس طریقہ کا موجد ہے یہ کہاں تک صحیح ہے تاریخی دلائل مطلوب ہیں۔

(۳) بانی اعتقاد کا اثر اس کی قائم کردہ جماعت پر پڑسکتا ہے یا نہیں گو اس کے اصول اچھے ہوں ہر شق اول شرعی حکم کی بنا اس پر کس حد تک رکھی جاسکتی ہے؟۔

(۴) تبلیغی جماعت کے طریقہ تبلیغ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے شرعی اور تاریخی روشنی میں یہ درست ہے یا نہیں؟۔

(۵) تبلیغی جماعت والوں کے عقائد واعمال کچھ بھی ہوں صرف یہ دیکھ کر کہ بظاہر ان کے اصول اچھے ہیں سنی مسلمانوں کو اس جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟۔ ہر دو شق پر کتاب وسنت سے دلیل مرحمت فرمائی جائے۔ والسلام بینوا توجروا

الجواب

الحمد للہ الذی ھدانا الی طریق المؤمنین وارشدنا الیٰ اتباع اولی الامر من الفقھاء والمجتھدین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سید المرسلین الذی اعطاہ مفاتیح السمٰوٰت والارضین وعلمہ علوم الاولین والاخرین وجعلہ رحمۃ للعالمین۔ وعلیٰ الہ الطاھرین ۔وصحبہ الطیبین وعلی جمیع السلف والخلف الصالحین اجمعین۔

امابعد

افسوس ہمارے عوام اہلسنت وجماعت کی سادہ لوحی، مذہب سے ناواقفی، دینی کتابوں سے بے رغبتی، مجلس علماء واہلسنت سے بے تعلقی کا یہ نتیجہ برآمد ہورہا ہے کہ آج ہر بد مذہب ان کے لئے مکر وکید کا جال بچھا رہا ہے۔ بیدین دجل وفریب کا دام تزویر پھیلا رہا ہے۔ اور یہ اپنی سادہ لوحی کی بنا پر ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاتے ہیں اور محض اپنی ناواقفی کی وجہ سے ان کی فریب گفتگو پر گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ دیوبندی قوم اور وہابی جماعت جن کے صدہا مکائد اور فریب کاریاں انھوں نے دیکھیں، جن کے ہزارہا کذب اور افتراپردازیاں انھوں نے سنیں، جو ہمیشہ سے ہر دور میں نیا روپ بنا کر قوم مسلم کے سامنے آیا کرتے ہیں، ہر فضا میں انوکا ڈھونگ تیار کرکے رونما ہوجایا کرتے ہیں۔ کبھی وہ اپنی خدمات وایثار کے جھوٹے خطبے پڑھنے لگتے ہیں۔ تو کبھی حمایت اسلام اور ہمدردی مسلمیں کے دلکش ترانے گانے لگتے ہیں۔ کہیں جامعۃ العلماء کے کارنامے سنا کر ممبر سازی کرکے اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں۔ تو کہیں تبلیغ کا نام لیکر اپنی بے نیازی کا دلفریب نقشہ پیش کردیتے ہیں۔ ہمارے بھولے بھالے سنی بھائی ان کی مسلم صورت کو دیکھ کر فریفتہ ہوجاتے ہیں۔ ان کی ظاہری پابندی صوم وصلوۃ پر نظر کرکے گرویدہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس تبلیغی جماعت کی حقیقت کا اظہار کرینگے۔ اور اس کے ہر پہلو پر مفصل بحث پیش کریں گے لیکن اس سے قبل یہ سمجھا دینا بھی ضروری جانتے ہیں کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں پہلے یہ علم حاصل کرلیں کہ تبلیغ کن کن باتوں کی کی جاتی ہے اور تبلیغ کرنے کا کن کن لوگوں کا حق حاصل ہے اور کن کن کو نہیں ہے۔

تبلیغ کن باتوں کی ہوتی ہے

لغت میں تبلیغ کے معنی پہنچا دینا ہے۔ اور شریعت میں اس سے مراد احکام اسلام کا بندگان خدا تک پہچانا ہے۔ سب سے پہلے تبلیغ احکام اسلام کا حکم نبی کے لئے ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ واللہ یعصمک من الناس

(المائدہ۱۰ع)

اے رسول پہونچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی

پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کریگا لوگوں سے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں آیۂ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

یاایها الرسول بلغ جمیع (ما انزل الیك من ربك) ولا تکتم شیا منه خوفا ان تنال بمکروه (وان لم تفعل) ای لم تبلغ جمیع ما انزل الیك (فما بلغت رسلته) بالافراد والجمع لان کتمان بعضها ککتمان کلها۔

(از تفسیر جلالین ص ۵۱۰)

اے رسول پہونچادو تمام وہ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اترا اور اس سے کچھ بھی اس ڈر سے مت چھپاؤ کہ تمہیں کوئی مکروہ بات پہونچ جائے اور اگر تم نے تمام وہ جو تمہاری طرف اترا نہیں پہونچایا تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اس لئے کہ بعض کا چھپانا مثل کل کے چھپانے کے ہے۔ (رسالت مفرد و جمع ہر دو ہے۔)

علامہ جمل الفتوحات الالٰهیه حاشیه جلالین میں فرماتے ہیں:

(قوله جمیع ما انزل الیك) ای من الاحکام مایتعلق بها واما الاسرار التی اختصت بها فلا یجوز لك تبلیغها۔

(جمل مصری جلد ا ص ۵۱۰)

یعنی پہونچادو تمام وہ جو تمہاری طرف اترا ہے احکام سے جو لوگوں سے متعلق ہیں ہی لیکن وہ غیوب و اسرار جو آپ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں تو آپ کے لئے ان کی تبلیغ جائز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا ہے تو اس کی سب سے پہلی آیت قرآن کریم میں یہ ہے۔

ولتکن منکم امة یدعون الیٰ الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئك هم المفلحون۔ (ال عمران ع ۱۱)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔

علامہ شیخ احمد تفسیر احمدی میں آیۂ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

ومعنی الآیة ولتکن بعض منکم امة تدعون للناس الی الخیر ای الافعال الحسنة الموافقة للشریعة ویامرون بالمعروف ای الشئی الذی یستحسنه الشارع والعقل وینهون

عن المنکر ای الشئی الذی یستقبحه الشارع والعقل۔

(از تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۱۲۳)

اورآیت کے معنی یہ ہیں کہ تم میں سے بعض لوگوں کا گروہ ایسا ہو جو لوگوں کو شریعت کے موافق امور خیر افعال حسنہ کی دعوت دے۔

اور شارع اور عقل جس چیز کو مستحسن اور اچھا جانیں وہ گروہ اس کا حکم دے۔ اور شارع و عقل جس چیز کو قبیح اور برا سمجھیں وہ گروہ اس سے منع کرے۔

علامہ نسفی تفسیر مدارک التنزیل میں آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

المعروف ما وافق الکتاب والسنة والمنکر ما خالفهما والمعروف الطاعة والمنکر المعاصی والدعاء الی الخیر عام فی التکالیف من الافعال والتروك۔

(از تفسیر مدارک مصری جلد ۱ ص ۱۳۵)

معروف ہر وہ چیز ہے کہ جو کتاب وسنت کے موافق ہو اور منکر ہر وہ ہے جو ان کے خلاف۔ اور یا معروف طاعت ہے اور منکر معاصی ہیں۔ اور دعوت الی الخیر تمام تکالیف شرعیہ اور اوامر ونواہی کو عام ہے

علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اقول بالمعروف) المراد ما طلبه الشارع اما علی سبیل الوجوب کالصلوات الخمس وبر الوالدین وصلة الرحم والندب کالنوافل وصدقا تالتطوع وقوله عن المنکر المراد به ما نهی عنه الشارع اما علی سبیل الحرمة کالزنا والقتل والسرقة او علیٰ سبیل الکراهة۔

(صاوی مصری جلد ۱ ص ۱۵۲)

معروف سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کو شارع طلب کرے تو وہ یا تو بطریقہ وجوب کے ہو جیسے پنجوقتہ نمازیں اور والدین کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی، یا بطریقہ کتاب کے ہو جیسے نافلہ نماز اور نفلی صدقے۔ اور منکر سے مراد ہر وہ چیز ہ جس سے شارع نے ممانعت کی یا بطریق حرام ہونے کے جیسے زنا قتل کرنا چوری کرنا یا بطریقہ کراہت کے۔

ان آیات وتفاسیر سے یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام ضروریات دین اور احکام شرع متین کی دعوت وتبلیغ کا حکم دیا ہے۔ تو دعوت الی الخیر تمام اوامر ونواہی کو شامل ہے اور امر بالمعروف سے تمام فرائض وواجبات سنن ومستحبات مطلوب ہیں اور نہی عن المنکر سے تمام محرمات ومکروہات سے منع کر

نامقصود ہے۔اور ضروریات دین وعقائد اسلام کی تبلیغ اہم الفرائض میں سے ہے اور اعمال کی روح ہیں کہ عمل کی مقبولیت کی بنا صحت عقائد پر ہے۔تو یہ عقائد دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف میں داخل ہوئے اسی طرح ابطال عقائد فاسدہ اور تردید مذاہب باطلہ تبلیغ کے اعلیٰ ترین مدارج میں سے ہے کہ رد باطل اثبات حق کا ایک شعبہ ہے تو یہ رد باطل نہی عن المنکر میں داخل ہوا۔

چنانچہ حضرت حجۃ الاسلام ابوبکر رازی احکام القرآن میں اسی آیۃ کریمہ کی بحث باب فرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں فرماتے ہیں:

فان قیل فهل تجب ازالة المنكر من طريق اعتقاد و المذاهب الفاسدة على وجه التاويل كما وجب فى سائر المناكير من الافعال قيل له هذ اعلى وجهين فمن كان منهم داعيا الى مقالته فيضل الناس بشبهته فانه تجب ازالته من ذلك بما امكن

(احکام القرآن مصری جلد۲ص۴۳)

اگر سوال کیا گیا جس طرح تمام منکر افعال کا ازالہ واجب ہے اسی طرح ان مذاہب فاسدہ کے عقیدے جواز قسم منکر ہوں اور وہ ان کی تاویل بھی کرتے ہوں کیا ازالہ واجب ہے اس کا جواب دیا گیا یہ دو وجہ پر ہے جو ان بد مذہبوں میں ایسا ہو کہ اپنے قول باطل کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو اور اپنے شبہ سے دوسرے لوگوں کو گمراہ کرتا ہو تو حسب قدرت وامکان اس منکر عقیدہ کا ازالہ واجب ہے۔

بالجملہ مبلغین پر جس طرح فرائض وواجبات سنن ومستحبات کا حکم دینے اور محرمات ومکروہات سے منع کرنے کی تبلیغ ہے اس سے اہم ضروری عقائد اسلام کی دعوت اور رد مذاہب باطلہ کی تبلیغ ہے۔

مسلمانو! یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کا امر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیا۔یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کو ائمہ مجتہدین وسلف صالحین نے باحسن وجوہ انجام دیا۔یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کی علمائے متقدمین ومتاخرین نے حسب مقدور خدمت کی ہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کی خدمات آج بھی علماء اہلسنت حسب استطاعت قلم وزبان سے برابر کر رہے ہیں۔مگر زمانہ اقدس سے آج تک کسی نے اپنی تبلیغی خدمات پر نہ فخر وغرور کیا۔نہ نمود ونمائش کرائی۔نہ اعلانات کر کے چندے وصول کیے۔نہ اپنی شان کے امتیاز کے لئے پروپگنڈے کیے۔نہ اپنے آپ کو تبلیغ کا موجد قرار دیا۔نہ امام مجتہد ٹھہرا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ الیاسی تزویری تبلیغ وتجدیدی دعوت اس اسلامی تبلیغ و دعوت سے بالکل جدااور علیحدہ ہے ہم ناظرین کے لئے یہاں پر بطور نمونہ کے چند امور پیش کرتے ہیں جن سے اس الیاسی تبلیغ کا تجدیدی ہونا ظاہر ہوجائیگا۔

(۱) اسلامی تبلیغ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہاتھ سے کرنا یہاں تک کہ قتل کی سزا کرنا امراء وسلاطین کا منصب ہے۔

الا مر بالمعروف وباليد على الامراء وباللسان على العلماء وبالقلب بعوام لناس وهو اختيار الزندوسی۔ (عالمگیری جلد ۴ ص ۱۱۱)

امر بالمعروف ہاتھ سے تو سلاطین وامرا پر ہے اور زبان سے علماء پر ہے اور قلب سے عوام الناس کیلئے ہے۔امام زندوسی نے اسی کو اختیار کیا۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ عوام کے لئے جانبازی تک کرنا تبلیغ کا مقصد قرار دیا۔

چنانچہ سوانح مولوی الیاس میں ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ دین کے فروغ کیلئے جان دینے کے شوق کو زندہ کرنا اور جان کو بے قیمت کر دینا ہماری تحریک کا مقصود اور خلاصہ ہے۔

(سوانح مولوی الیاس مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ص ۲۱۸)

(۲) اسلامی تبلیغ میں زبان سے امر بالمعروف کرنا علماء کا منصب ہے چنانچہ پچھلے نمبر میں فتاوے عالمگیری سے عبارت منقول ہوئی مگر الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ یہ علماء کا منصب جاہلوں دہقانیوں کو دیدیا۔

سوانح میں ہے:

تبلیغ کے لئے عامیوں اور جاہلوں اور میوات کے دہقانیوں کا جانا سننے والوں کو بہت عجیب اور دشوار معلوم ہوا۔ (سوانح ص ۸۹)

(۳) اسلامی تبلیغ نے عالم کو تبلیغ کا اہل قرار دیا اور جاہل کو نا اہل ٹھہرایا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے۔الامر بالمعروف يحتاج الى خمسة اشياء اولها العلم لان الجاهل لا يحسن الامر بالمعروف ۔

(فتاوے عالمگیری جلد ۴ ص ۱۱۱)

امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی حاجت ہے اول علم دین کی اس لئے کہ جاہل امر بالمعروف کو بہتر طور پر ادا نہیں کرسکتا۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ بے علم دہقانیوں کو تبلیغ کا اہل قرار دیا سوانح میں ہے۔

بے علم میواتیوں سے جو خود تعلیم واصلاح کے محتاج ہیں تبلیغ واصلاح کا کام لیا جاتا ہے۔(سوانح ص ۱۲۴)

(۴) اسلامی تبلیغ لوجہ اللہ ہوتی ہے۔ فتاوے عالمگیری میں ہے۔

الثانی ان یقصد وجه الله تعالی واعلاء کلمته العلیا۔

(عالمگیری جلد ۴ ص ۱۱۱)

لوجہ اللہ ہونا اور کلمہ حق کا بلند کرنا مقصود ہو۔

مگر الیاسی تبلیغ لوجہ اللہ نہیں بلکہ یہ محض نام آوری کے لئے ہے۔

چنانچہ سوانح میں ہے:

پندرہ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور یہ عزت اور دنیا کے اندر نام آوری اور یہ ہر طرح کی نورانیت اور بہبودی کی کھلی آنکھوں سے محسوس کرتے ہوئے پھر کل (۸۰) آدمیوں کی مقدار نکلی۔ (سوانح ص ۲۱۵)

(۵) اسلامی تبلیغ محض اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہے۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری میں گذر چکا۔ اور الیاسی جماعت تبلیغ کی غرض اعلاء کلمۃ الحق نہیں بلکہ محض نمود نمائش کے لئے اور اپنے پیر کے نام اچھالنے اور اپنی جمعیت کی گشت نکالنے لئے ہے۔ چنانچہ اس جماعت کا شہروں میں پھرنا بازاروں میں جماعت بنا کر گشت کرنا محلوں میں خالی چلنا پھر، نا جامع مساجد میں پہنچنا، وہاں پہنچ کر اپنا پیدل چل کر آنا بیان کرنا، اپنی جماعت کے گیت گانا، اپنی کامیابی سنانا اور اپنے بانی الیاس صاحب کے حالات کا ذکر کرنا، اپنی پرہیزگاری وتقدس کا اظہار کرنا، سب کو دہلی پہنچنے کی دعوت دینا کیا یہ سب امور نمود ونمائش نہیں ہیں ؟ کیا ان باتوں کا نام اعلاء اکلمۃ الحق رکھ لیا؟ کیا لوجہ اللہ کام کرنے والوں کی یہ شان یہ حالات ہوتے ہیں؟۔

(۶) اسلامی تبلیغ فرض کفایہ ہے کہ اگر چند نے اس کو کیا تو اوروں کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہو گیا۔

احکام القرآن میں ہے۔

فرض الامر بالمعروف والنهی عن المنکر وبینا انه فرض علی الکفایة اذا قام به البعض سقط عن الباقین۔ (از احکام القرآن جلد ۲ ص ۴۰)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے اور ہم نے یہ بیان کر دیا کہ وہ فرض کفایہ ہو کہ جب بعض نے ادا کر دیا تو اوروں کے ذمہ سے ساقط ہو گیا۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ تبلیغ کو فرض عین قرار دیا اور ہر مسلمان کے لئے تبلیغی سعی کو لازم ٹھہرایا سوانح میں ہے۔

اسی طرح مسلمان کی زندگی تبلیغ اور دین کے لئے جدوجہد سے یکسر خالی نہیں ہو سکتی اس کی زندگی میں لازماً تبلیغ اور دین کے لئے حرکت وسعی اور عملی جدوجہد کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور ہونا چاہئے۔ (سوانح ص ۳۰۶)

(اسی میں ہے) ہماری یہ تحریک ایمان جس کی حقانیت کو اہل جہان تسلیم کر چکے ہیں اس کے عمل میں آنے کی صورت بجز اس کے کہ ہر آدمی لاکھ جان کے ساتھ قربان ہونے کو تیار ہو اور کوئی ذہن میں نہیں آتی۔ وہ مضمون یعنی مضمون تبلیغ بعنوان دیگر اس خاص طریق کے ساتھ اشاعت اسلام کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا ایک ضروری ولازمی فریضہ ہے جس کی طرف مسلمانوں کی توجہ کرنی فرض اور لازمی ہے (سوانح ص ۲۸۶)

(۷) اسلامی تبلیغ اس دین کو سکھاتی ہے جو قانون آسمانی ہے اور جو کتاب اللہ اور احادیث اور کتب عقائد وفقہ سے حاصل ہوتا ہے جامع العلوم میں ہے۔

الدین الاصطلاح قانون سماوی سائق لذوی العقول الی الخیرات بالذات کالاحکام الشرعیه النازلة علی نبینا محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔ (از جامع العلوم جلد ۲ ص ۱۱۸)

(وفیها ایضا) ذالك الوضع دین من حیث یطاع وینقاد به وملة من حیث انه یجمع علیها الملل ومن حیث انه تملی وتکتب۔ (جامع العلوم جلد ۱ ص ۸۶)

اصطلاح میں دین وہ آسمانی قانون ہے جو ذوی العقول کو بالذات نیکیوں کی طرف لے جانے والا ہے جیسے وہ احکام شرعی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔

وہ قانون جو بحیثیت اطاعت وفرمانبرداری کیئے جانے کے دین کہلاتا ہے اور اس حیثیت سے کہ اس پر مذاہب جمع ہوں اور اس حیثیت سے کہ وہ املا کی جائے اور لکھا جائے وہ ملت کہلاتی ہے۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ دین کو نہ قانون آسمانی مانا نہ اسے کتاب وسنت سے حاصل جانا۔

سوانح میں ہے۔

دین ایک جاندار اور متحرک شئی ہے کتابوں کے نقوش جامد ہیں جامد سے متحرک کا حاصل ہو نا قانون فطرت کے خلاف ہے۔ (سوانح ص ۳۰۴)

(۸) اسلامی تبلیغ ہر اس جماعت کو (جو حق وباطل۔ ہدایت وضلالت۔ اہلسنت واہل بدعت کو یکساں اور برابر نہ ٹھہرائے) بے دین وگمراہ ٹھہراتی ہے۔

لیکن یہ الیاسی تبلیغ ایسی جماعت کا اہل دین ہونا بتاتی ہے۔

سوانح میں ہے:

فرمایا آپ کیا فرماتے ہیں آپ کی جماعت (یعنی جماعت اہل ندوہ) تو اہل دین کی جماعت ہے۔ (سوانح ص ۲۵۳)

مسلمانو! وہ جماعت اہل ندوہ جن کی گمراہی وبیدینی آفتاب سے زیادہ روشن ہے جن کی بے دینی پر علمائے حرمین شریفین اور عرب وعجم کے فتاوے طبع ہو چکے۔ ان بے دینوں کو وہ الیاسی تبلیغ اہل دین کی جماعت کہتی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۹) اسلامی تبلیغ بالکل سچائی پر مبنی اس کے مبلغین کے ظاہر وباطن کا یکساں ہونا ضروری یہاں تک کہ اگر کسی کا ارادہ قلبی اور غرض نفسانی ظاہر عمل کے خلاف ہوگئی تو اسلام نے اس عمل نیک ہی کو ریا ومنافقت اور نامقبول ومردود قرار دیا۔

لیکن الیاسی تبلیغ سراسر ریا وکذب اور مکروفریب پر مبنی، اس کے مبلغین کا باطن ان کے ظاہر کے بالکل خلاف ہے۔ ان کا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ لوگ کلمہ شریف اور نماز کے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کا باطن یہ ہے کہ یہ دیو بندی قوم اور وہابی جماعت بنانے کے لئے ساری کوشش کرتے پھرتے ہیں چنانچہ اس چیز کو خود بانی جماعت ہی نے صاف الفاظ میں کہہ دیا۔

سوانح میں ہے۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ

ہرگز تحریک صلاۃ نہیں۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرتی ہے۔
(سوانح ص۲۲۶)

اسی میں ہے: ان سے اس کلمہ ہی کے ذریعہ تقرب پیدا کیا جائے اور اسی کے ذریعہ خطاب کیا جائے۔
(سوانح ص۲۷۶)

ان عبارات سے ظاہر ہوگیا کہ الیاسی جماعت کے وفد اور دورے نماز کی تبلیغ کے لئے ہرگز ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس جماعت کی انتھک کوشش اور تمام سعی قوم اور اس پردہ میں (وہابی) بنانے کے لئے ہے نماز کو براہ فریب اہلسنت سے ملنے اور اپنی طرف متوجہ کرنے کا وسیلہ بنالیا گیا ہے اسی طرح کلمہ شریف کی تصحیح کا نام لیکر سنیوں سے نزدیکی اور گفتگو کا ذریعہ پیدا کیا گیا ہے یہ ہے الیاسی تبلیغ کا مقصد اعظم۔

(۱۰) اسلامی تبلیغ میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ صحابہ کرام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے اور امت کا کوئی فرد کثرت ثواب میں کسی صحابی کو برابر نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ بڑھ سکے حدیث شریف میں ہے جو بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احد ھم۔

اگر تمہارا کوئی شخص اد کی برابر سونا خرچ کرلے۔ (از مشکوۃ شریف ص۵۵۳)

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ ہر بے علم جاہل دہقانی مبلغ کو نہ صرف ایک صحابی بلکہ پچاس صحابہ کرام کی برابر اجر و ثواب کی خوشخبری بلکہ وعدہ کردیا گیا۔ خود بانی اپنے گرامی نامے میں تحریر کرتے ہیں:۔

خدائے پاک کی ذرہ نوازی اور مراحم خسروانہ اور اس اخیر زمانہ والوں کے لئے ان کی مساعی پر صحابہ کے پچاس کے برابر اجر و ثواب کے ملنے کی خوش خبریاں اور سچے وعدے۔
(از سوانح ص۲۲۵)

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر منصف مزاج شخص صرف ان دس نمبروں کے دیکھنے کے بعد ہی اس فیصلہ کیلئے مجبور ہو جائیگا کہ الیاسی تبلیغ واقعی تجدیدی دعوت اور تنزدیدی تبلیغ ہے اور یہ اسلامی تبلیغ سے بالکل جدا اور خلاف ہے اور براہ فریب نماز اور کلمہ شریف کا نام لیکر یہ جماعت حقیقۃ دیوبندیت کی تبلیغ اور وہابیت کی دعوت دیتی پھرتی ہے۔

اسلامی تبلیغ کون کرسکتا ہے؟

جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ اسلامی تبلیغ میں تمام عقائد اسلامیہ واحکام شرعیہ کی تعلیم دی جاتی ہے تو خود ہی ظاہر ہو گیا کہ اسلامی تبلیغ وہی کرسکتا ہے جو تمام عقائد اسلامیہ واحکام شرعیہ کا علم رکھتا ہو لہٰذا اسلامی تبلیغ کا کرنا صرف عالم ہی کا منصب ہوا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے القول الجمیل میں مبلغ اور واعظ کے شرائط تحریر فرمائے۔

اما المذکر فلا بد ان یکون مکلفا عدلا کما اشترطوا فی راوی الحدیث والشاهد محدثا مفسرا عالما بجملة کافية من اخبار السلف الصالح وسيرهم ونعنى بالمحدث المشتغل بکتب الحديث با ن يکون قرأ لفظها وفهم معناها وعرف صحتها وسقمها ولو باخبار حافظ او استنباط فقيه وکذا لك بالمفسر المشتغل بشرح غريب کتاب الله وتوجيه مشکلة وبماروى عن السلف فی تفسير ه ويستحب مع ذلك ان يکون فصيحا لا يتکلم مع الناس الا قد ر فهمهم وان يکون لطيفا ذاوجه ومروة۔

(شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل ص ۱۱۰)

واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان عاقل بالغ ہو۔ اس میں ایسی عدالت ہو جیسی عدالت راوی حدیث اور شاہد کیلئے شرط ہے۔ وہ محدث ہو۔ وہ مفسر ہو۔ سلف صالحین کی سیرتوں کا حسب ضرورت جاننے والا ہو۔ ہماری محدث سے مراد وہ شخص ہے جو کتب حدیث کا شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ اس نے استاذ سے الفاظ حدیث پڑھ کر اس کے معنی سمجھے ہوں اور احادیث کی صحت وضعف کو پہچانتا ہو اگر چہ یہ معرفت اسے کوئی محدث کے بتانے یا فقیہ کے ذریعے سے حاصل ہو۔ اور مفسر سے مراد وہ ہے جو قرآن کریم کے مشکل کلمہ کی شرح اور آیات مشکلہ کی تاویل اور سلف کی تفاسیر سے شغل رکھتا ہو۔ اور ان کے ساتھ وہ فصیح ہو۔ لوگوں سے ان کی سمجھ کی مقدار سے گفتگو کرے۔ اور وہ نرم مزاج ہو صاحب وجاہت ومروت۔ یہ اخر کے چار امور مستحب ہیں۔

نیز حضرت شاہ صاحب اسی میں وعظ وتبلیغ کا ماخذ تعلیم فرماتے ہیں:

واما استمداده فليکن من کتاب الله تعالیٰ علی تاويله الظاهر وسنة رسول الله المعروفة عند المحدثين واقاويل الصحابة والتابعين وغيرهم من صالح المو منين وبيان

سیرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یذکر القصص المحازفة فان الصحابة انکر واعلیٰ ذالک اشد الانکار واخرجوا اولئک من المساجد وضربوھم ۔ (شفاء العلیل ص ۱۱۴)

لیکن واعظ کا ماخذ قرآن کریم موافق تفسیر بتاویل ظاہر ہو۔ اور وہ حدیث رسول اللہ جو عندالمحدثین معروف ہواور صحابہ وتابعین اومومنین صالحین کے اقوال ہوں ۔اور فضائل وسیرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو۔اور وہ بے ثبوت قصے نہ ذکر کرے کہ صحابہ نے ایسے قصوں کے بیان کرنے پر بہت سختی سے انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور انھیں مارا ہے۔

پھر حضرت شاہ صاحب اسی میں وعظ وتبلیغ کے ارکان تحریر فرماتے ہیں۔

اما ارکانہ فالترغیب والترھیب والتمثیل بالامثال الواضحة والقصص المرقفة والنکات النافعة فھذا طریق التذکیر والشرح والمسئلة اللتی یذکر ھا امامن الحلال اوالحرام او من باب آداب الصوفیة او من باب الدعوات او من عقائد الاسلام فالقول الحلی ان ھناك مسئلة یعلمھا وطریقھا فی تعلیمھا۔ (شفاء العلیل ص ۱۱۴)

لیکن واعظ کے لئے ارکان تو نیکی کی طرف رغبت دلانا اور بدی سے ڈرانا ہے اور روشن مثالوں رقت آمیز قصوں نفع بخش نکتوں کو بیان کرتا ہے۔تو یہ طریقہ وعظ ونصیحت کا ہے اور جو مسئلہ حلال وحرام کا یا آداب صوفیہ کا یا باب دعوات کا یا عقائد اسلام کا ذکر کیا جائے تو قول ظاہر یہ ہے کہ وہ ایسا مسئلہ ہو جس کا علم رکھتا ہو اور تعلیم کا طریقہ بھی جانتا ہو۔

نیز شاہ صاحب نے اسی میں وعظ وتبلیغ کا طریقہ تعلیم بیان فرمایا ہے

واما کیفیة الذی التذکیر ان یذکر الاغبا ولا یتکلم وفیھم ملال بل اذاعرف فیھم الرغبة ویقطع عنھم وفیھم رغبة وان یجلس فی مکانٍ طاھر کالمسجد وان یبدء الکلام بحمد اللہ والصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویختم بھما ویدعون المومنین عموما وللحاضرین خصوصا ولا یخص فی الترغیب او الترھیب فقط بل یشوب کلامہ من ھذا ومن ذلك کما ھو سنة اللہ من ارداف الوعد بالوعیدٰ والبشارة بالانداز وان یکون میسرا لا معسرا او تعم بالخطاب ولا یخص طائفة دون طائفة وان لا یشافه بذم قوم او الانکار علی شخص بل یعرض مثل ان یقول ل ما بال اقوام یفعلون کذاو کذاولا یتکلم بسقط وھزل ویحسن الحسن ویقبح القبیح ویامر بالمعروف وینھی عن المنکرولا یکون

امعة ۔ (شفاء العلیل ص ۱۱۱)

لیکن وعظ گوئی کی کیفیت یہ ہے وہ متواتر روزانہ نصیحت نہ کرے۔اور ایسے وقت وعظ نہ کہے کہ سامعین پر شاق ہواور لوگوں میں شوق پہچان لے تو شروع کرے۔اور ان کے رغبت وشوق ہی کے حال میں ختم کردے۔اور پاک مقام جیسے مسجد میں وعظ کے لئے بیٹھے۔اور حمد وصلوۃ سے وعظ شروع کرے اور انھیں پر ختم کرے۔اور عام طور پر تمام مسلمانوں کے لئے اور خاص طور پر حاضرین کے لئے دعا کرے۔ اور وعظ گو خبر کی طرف رغبت دلانے۔یا شر سے ڈرانے کے ساتھ خاص نہ کرے۔ بلکہ اپنے سلسلہ کلام کو ملتا جلتا رکھے۔کبھی اس سے تو کبھی اس سے۔جیسا کہ عادت الہی ہے کہ وعدہ کے بعد وعید کا لانا اور بشارت کے بعد تخویف کا ملانا۔اور وہ نرمی وآسانی کرنے والا ہو نہ کہ سختی کرنے والا۔اور وہ خطاب عام رکھےاور وہ ایک گروہ کو چھوڑ کر دوسرے سے خاص نہ کرے۔اور وہ کسی ایک قسم کی مذمت یا کسی شخص معین پر انکار بالمشافہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ یہ کہے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جو ایسا ایسا کرتے ہیں۔اور وہ سبک اور مذاق کی بات نہ کہےاور نیک بات کی خوبی بیان کرنے۔اور برائی کی قباحت ظاہر کرے اور نیکی کا حکم کرےاور برائی سے روکےاور وہ واعظ ہر جائی یعنی رکابی مذہب نہ ہو۔

ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ مبلغ وواعظ کے لئے دس شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) ایسا عادل ہونا جس کی عدالت کا اعتبار علماء نے راوی حدیث اور گواہ میں کیا۔

(۵) ایسا مفسر ہونا جو مشکل کلمات قرآنی کو حل کرتا ہواور آیات مشکلہ کی توجیہ وتاویل جانتا ہواور اسلاف مفسرین کی تفاسیر پر مطلع ہو۔

(۶) ایسا محدث ہونا جو کتب حدیث کا شغل رکھتا ہواور معنی کو سمجھتے ہوئے الفاظ حدیث استاذ سے پڑھ کر سند حاصل کر چکا ہو۔اور کسی طریقہ سے احادیث کی صحت وضعف کو پہچانتا ہو۔

(۷) سیرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واقف ہونا۔

(۸) صحابہ کرام وتابعین عظام اور سلف صالحین کے اقوال سے واقف کار ہونا۔

(۹) فصیح اور صاحب وجاہت ومروت ہونا۔

(۱۰) فہم عوام کے مطابق کلام کرنا۔

مبلغ وواعظ کے لئے چار ماٰخذ ہیں جن سے وہ تعظیم وتبلیغ کرے۔

(۱) قرآن کریم جس کے معنی تفاسیر سلف کے مطابق ہوں۔

(۲) وہ احادیث جو عند المحدثین معروف ہوں۔

(۳) سیرت وفضائل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۴) اقوال صحابہ وتابعین وسلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وعظ وتبلیغ کے ارکان وآداب بالتفصیل اوپر بیان کردیئے گئے۔ لہٰذا ان سے ثابت ہوگیا کہ وعظ گوئی اور تبلیغ عالم ہی کا منصب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اسلامی تبلیغ کے مبلغ وواعظ کے شرائط وآداب تحریر فرمائے۔

اب باقی رہی الیاسی تبلیغ لہٰذا جب یہ اوپر ثابت کردیا گا کہ وہ اسلامی تبلیغ کے بالکل خلاف ہے تو اس کے مبلغین کے شرائط وآداب مبلغین اسلامی تبلیغ کے شرائط وآداب کے ضرور خلاف ہی ہونے چاہئیں۔ اسی بنا پر الیاسی تبلیغ نے اپنے مبلغین کے لئے مبلغین اسلام کے مقابلہ میں جو شرائط وآداب تجویز کئے ان میں سے چند بطور نمونہ کے پیش کئے جاتے ہیں۔

مبلغ اسلام کے لئے مسلمان ہونا شرط تھا۔ تو الیاسی تبلیغ نے اس کے مقابل ایسے مبلغین تجویز کئے جن پر علماء حرمین شریفین ومفتیان عرب وعجم نے کفر وضلال کے فتوے دیئے۔ جنھیں مسلمان کہنا شرعا جرم قرار دیا۔ جیسے علماء دیوبند۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ مبلغ اسلام کے لئے مکلّف ہونا ضروری تھا لیکن الیاسی تبلیغ نے اس کے مقابل غیر مکلف بچوں کو بھی اپنے مبلغین میں شمار کیا۔

مبلغ اسلام کے لئے عادل ہونا شرط تھا۔ مگر الیاسی تبلیغ اس کے مقابل غیر عادل کو مبلغ بنا کر بھیج دیتی ہے۔ اس کا تجربہ آج بھی ہر جگہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ساتھ بعض فاسق بھی ہوتے ہیں۔ پھر جب الیاسی تبلیغ گمراہ ومرتد تک کو اپنا مبلغ بنالیتی ہے تو فساق کا تو ذکر کیا۔

مبلغ اسلام کے لئے علامہ مفسر محدث ہونا ضروری قرار دیا تھا۔ لیکن الیاسی تبلیغ نے اس کا اتنا زبردست مقابلہ اور ایسی سخت مخالفت کی کہ بے علموں جاہلوں ہی کو بکثرت اپنا مبلغ بنایا اور بے علم بھی ایسے جو دہقانی جہال ہیں۔ اور دیہاتی بھی ایسے دیہات سے لئے جو اپنی جہالت اور مذہب سے ناواقفی میں ضرب المثل ہیں۔ یعنی میوات کے دیہات جن کی جہالت اور اسلام ناواقفی اور برائے نام مسلمان ہونے میں اسی سوانح میں پورا باب سوم کافی دلیل ہے جس سے میں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

سوانح کے صفحہ ۶ میں ہے۔

میوات قوم کی دینی حالت اس درجہ پر پہونچ گئی تھی جس کے بعد قومی ارتداد کے سوا کوئی درہ نہ تھا۔

صف ۲۹ میں ہے: میوات تمام تر مسلمان ہیں لیکن برائے نام ان کے گاؤں کے دیوتا وہی ہیں جو ہندوز میں داروں کے ہیں وہ ہندوں کے کئی ایک تہوار مناتے ہیں ہولی میواتیوں میں مذاق اور کھیل کھیلنے کا زمانہ ہے اور اتنا ہی اہم اور ضروری تہوار سمجھا جاتا ہے ہے جتنا محرم وعید اور شب برأت اسی طرح وہ جنم اشٹمی، دسہرا اور دیوالی بھی مناتے ہیں ان کے یہاں پیلی چٹھی لکھنے کے لئے یا شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے لئے برہمن پنڈت بھی ہوتے ہیں ایک رام کے سوا لفظ کو چھوڑ کر وہ ہندوانہ نام بھی رکھتے ہیں۔

(اسی میں ہے) جب وہ نیا کنواں تعمیر کرتے ہیں تو سب سے پہلے بیرو جی یا ہنومان کے نام کا چبوترہ بناتے ہیں۔

(اسی میں ہے) میوات پنے مذہب اسلام سے بہت ناواقف ہیں خال خال کوئی کلمہ جانتا ہے اور پابندی سے نماز پڑھنے والے اس سے بھی کم ہیں اور ان کے اوقات ومسائل سے تو وہ بالکل ہی ناواقف ہیں۔

(ص ۷۰ میں ہے) مرد دھوتی اور کمری پہنتے ہیں، پاجامہ کا رواج نہیں۔ ان کا لباس حقیقۃ ہندوانہ ہے، مرد سونے کے زیورات بھی استعمال کرتے ہیں۔

(اسی میں ہے) میوات اپنے عادات میں آدھے ہندو ہیں۔ ان کے گاؤں میں شاذ ونادر ہی مسجدیں ہوتی ہیں۔ ص ۷۱ میں ہے۔ میواؤں کے رسوم ہندوؤں اور مسلمانوں کے رسم ورواج کا معجون مرکب ہے۔

(صف ۷۲ میں ہے) کبھی حج کو نہیں جاتے۔

(اسی میں ہے) ایک گوت میں کبھی شادی نہیں کرتے لڑکیوں کو ترکہ نہیں ملتا۔

(اسی میں ہے) وہ تمام تر جاہل اور غیر تعلیم یافتہ ہیں ان میں بھاٹ اور گویئے بھی ہوتے ہیں جن کو وہ بڑی بڑی رقمیں اور انعامات دیتے ہیں۔

(اسی میں ہے) بولی درشت اور سخت ہے جس میں عورت اور مرد سے کس طریقہ خطاب ہوتا ہے ان میں محرم اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کا بھی رواج ہے وہ بہت ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست واقع

ہوتے ہیں شگون بہت لیتے ہیں

(اسی میں ہے) غارت گری اور رہزنی ان کا پیشہ رہ چکا ہے اب اگرچہ ان کی اصلاح و ترقی ہو گئی ہے پھر بھی جانور اوڑا کر اور گائے بیل کھول کر لے جانے میں اب بھی وہ بہت مشہور ہیں۔ ص ۴۷ میں ہے: یہ قوم ہندوستان میں اس چودھویں صدی میں بہت کچھ عرب جاہلیت کا نمونہ تھی۔

بالجملہ الیاسی تبلیغ کے بکثرت مستقل مبلغین یہی دہاتی میواتی لوگ ہیں چنانچہ خود الیاس صاحب اس کا ان الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔ "دنیاوی کاروبار میں مصروف رہنے والے، بہتیرے ہیں دین کے فروغ کے لئے گھر بار چھوڑنا اس وقت اللہ نے میواؤں کے نصیب کیا ہے (سوانح ص ۱۲۳)"

بلکہ اس الیاسی تبلیغ کی بنیاد ہی ان دیہاتی میواتیوں کے اوپر موقوف ہے۔

چنانچہ اسی سوانح میں ہے۔

مولانا کے قیام کے دوران میں میواتی بکثرت بیعت میں داخل ہوتے ہیں لیکن مولانا بیعت لیتے وقت ان کے سامنے اپنی تقریر فرماتے ہیں اپنے کام کا ان سے عہد لیتے اور اسی کو ان کی تعلیم کرتے یہ نئے بیعت کرنے والے گویا تبلیغی اور دینی فوج کے لئے رنگروٹ تھے ص ۱۳۳

حاصل کلام یہ کہ ایسی تبلیغ نے اپنے مبلغین کے شرائط اسلامی تبلیغ کے شرائط مبلغین کے بالکل خلاف ایجاد کئے تو آداب مبلغین اسلام کا وہ کیا لحاظ رکھتے اسی لئے آداب مبلغین الیاسی تبلیغ بھی آداب مبلغین اسلام کے خلاف ہیں میواتی ہونے کے بعد ہر ادنی سمجھ والا ان میواتیوں کے ان اقتباسات سے اتنا نتیجہ نکال لے گا کہ یہ نام کے مسلمان ہیں دین سے ناواقف ہیں بے علم ہیں تو نہ عالم ہوئے نہ مفسر و محدث اور جب ان کی بولی درشت و سخت ہے تو نہ فصیح ہوئے نہ نرم مزاج اور جب یہ غیر تعلیم یافتہ جاہل ہیں تو ان میں آداب مبلغین اسلام کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں تو اب نہایت واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ مبلغین الیاسی تبلیغ کے اوصاف مبلغین اسلام کے بالکل خلاف ہیں اور اسلام نے جنھیں تبلیغ کے لئے نااہل قرار دیا تھا الیاس صاحب نے انھیں کو اپنی تجدید دعوت اور تزویری تبلیغ کا اہل ٹھہرایا۔

اسلامی تبلیغ جاہل نہیں کر سکتا ہے

جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ تبلیغ کا حق عالم کے لئے ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ کسی غیر عالم جاہل کو تبلیغ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس بحث پر زیادہ گفتگو کی حاجت تو نہ تھی مگر وقت کی نزاکت نے مجبور کر

دیا کہ اس پر بھی کچھ ثبوت پیش کر دیا جائے۔

تفسیر جلالین میں آیۃ فلتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ کے تحت میں فرمایا:

ومن للتبعیض لان ما ذکر فرض کفایۃ لا یلزم کل الامۃ ولا یلیق بکل احد کالجاھل۔

(از تفسیر جلالین)

آیت میں منکم میں من تبعیض کے لئے ہے اس لئے کہ دعوت وتبلیغ فرض کفایہ ہے کہ وہ نہ تمام امت پر لازم ہے اور نہ ہر شخص کے لئے لائق ہے جیسے کوئی جاہل ہو۔

علامہ جمل الفتوحات الالٰہیہ حاشیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں

وذلک لان الامر بالمعروف لا یلیق الا من العالم بالحال وسیاسۃ الناس حتی لایوقع المامور والمنھی فی زیادۃ الفجور۔ (از جمل مصری جلد ۱ ص ۳۰۱)

اور ایہ اس لئے کہ امر بالمعروف عالم ہی کے لائق ہے جو لوگوں کے حال اور سیاست کو جانتا ہے یہاں تک کہ وہ امر ونہی سے اور زیادہ فجور واقع نہ ہونے دے۔

علامہ صاوی حاشیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں

(قولہ کالجاھل) ای فلا یامرو لا ینھی لانہ ربما امر بمنکر او نھی عن معروف لعدم عملہ بذلک۔ (صاوی مصری جلد ۱ ص ۱۵۲)

پس جاہل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے اس لئے وہ اپنی جہالت سے کبھی بری چیز کا حکم دیدیگا اور اچھی چیز سے منع کر دیگا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

الامر بالمعروف یحتاج الی خمسۃ اشیاء اولھا العلم لان الجاھل لا یحسن الامر بالمعروف۔ (فتاوے عالمگیری مجیدہ جلد ۴ ص ۱۱۱)

امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی حاجت ہے۔ اول علم دین کی اس لئے کہ جاہل امر بالمعروف کو اچھی طرح ادا نہیں کریگا۔

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کفایہ ہے جو تمام امت اور ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف علماء پر فرض ہے۔

جہال اگر اس کو کرینگے تو اپنی جہالت کی وجہ سے کبھی امر منکر کا حکم دیدینگے کبھی امر معروف سے

روک دینگے کہیں لوگوں کے لئے اورزیادہ مجبوری میں مبتلا ہونے کا باعث بن جائینگے کہیں عوام کے
میں مزید نفرت کا سبب ٹھہرینگے یہاں تک کہ طریقہ نہ جاننے کی بناپر وہ کبھی خود بھی گمراہ ہوجاتے ہیں
دوسروں کو بھی گمراہ کردیتے ہیں اسی وجہ سے حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ نے ایک واعظ کو مسجد کوفہ سے نک
دیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں:

ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المؤمنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان روزے
مسجد کوفہ داخل شدند کہ شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم
از خدا می ترساند واز گناہاں منع میکند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خودرا انگشت نمائے مردم ساز
وبہ پرسید کہ ناسخ از منسوخ جدا میداند یا نہ؟ او گفت کہ ایں علم خودندارم فرمودند کہ ایں راازمسجد برآرید۔
(تفسیر عزیزی پارہ اول مطبوعہ حیدری ص ۵۴۰)

ابو جعفر نحاس حضرت امیر المومنین مولی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کرتے ہیں
حضرت مولی علی مسجد کوفہ میں ایک روز تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص وعظ کہتا ہے دریافت کیا
کون ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ایک واعظ ہے کہ لوگوں کو خدا سے ڈراتا ہے اور گناہوں سے منع
تا ہے فرمایا کہ اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں میں مشہور کرے اس سے دریافت کرو کہ
ناسخ منسوخ کا فرق جانتا ہے یا نہیں اس نے کہا کہ میں اس کا علم نہیں رکھتا ہوں حضرت مولی نے فرمایا
اس کو مسجد سے باہر نکالدو۔

ہاں ایسا واعظ جو باقاعدہ سند یافتہ فارغ التحصیل عالم تو نہیں ہے لیکن وہ تفاسیر آیت موافق
تصریحات ائمہ تفاسیر اور احادیث موافق شروح محدثین۔ اور اقوال سلف وخلف بلا تغیر کے بعینہ نقل
کرتا ہو اور اپنی رائے اور فہم سے کچھ اضافہ وتصرف نہ کرتا ہو اور بے ہودہ قصص نہ ذکر کرتا ہو تو اسے وعظ
کہنے کی اجازت ہے۔ فتاوے حدیثیہ میں ہے:

ان كان وعظه بآيات الترغيب والترهيب ونحوهما وبالاحاديث المتعلقه بذلك
وفسر ذلك بما قاله الائمة جاز له ذلك وان لم يعلم علم النحو وغيره لانه ناقل لكلام
العلماء والناقل كلامهم الى الناس لا يشترط فيه الا العدالة وان لا يتصرف فيه بشئى من
رأيه وفهمه۔ (فتاوے حدیثیہ مصری ص ۱۶۲)

اگر اس واعظ کا وعظ ترغیب وترہیب وغیرہ آیات سے یا ان حدیثوں سے جو ان سے تعلق رکھنے والی ہیں اور ائمہ کے اقوال کے موافق تفسیر کرتا ہے تو اس کے لئے وعظ جائز ہے اگرچہ وہ واعظ علم نحو صرف نہ جانتا ہو اس لئے کہ وہ کلام علماء کا ناقل ہے۔ اس میں عدالت کے سوا اور کچھ شرط نہیں ہے اور وہ واعظ کسی طرح کا اپنی رائے اور فہم سے اس نقل کلام علماء میں تصرف نہ کرتا ہو۔

بالجملہ یہ امر بھی آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ تبلیغ اسلام کرنا عالم دین کا منصب ہے اور جاہل اپنی جہالت اور ناواقفی کی بنا پر تبلیغ اسلام کرنے کا اہل ہی نہیں۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے چونکہ اپنے سارے اصول ہی اسلام کے خلاف تجویز کئے ہیں انھوں نے اپنی تبلیغی جماعت کے لئے جاہلوں ہی کو اہل قرار دیا اور دیہات کے بے علموں میوائیوں کو تبلیغ کی جان اور اصل بنیاد ٹھہرایا جس کی بکثرت عبارات ہم نے سوانح سے نقل کیں۔ اور اب تحقیق کر لیجئے کہ اس جماعت میں آج بھی اکثریت جاہلوں دیہاتیوں موائیوں کی ہے۔ اس میں بانی کے جو خاص اغراض ومقاصد مضمر ہیں اس کے لئے ایک مستقل سرخی کے تحت میں کافی گفتگو آتی ہے۔

اسلامی فرقوں میں کس فرقہ کو تبلیغ کا حق حاصل ہے

آج تمام اسلامی فرقے اسلام کے دعویدار ہیں اور اعتقادی اعتبار سے اپنے آپ کو مسلمان اور کلمہ گو کہتے ہیں اور عملی لحاظ سے اپنے آپ کو پابند صوم وصلوۃ ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے لئے اہل قبلہ اور متبع شریعت ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے مدعی ہیں حمایت اسلام وہمدردی مسلمین کا دم بھرتے ہیں۔ تو ان میں سے ہر ایک کو صرف اتفاقی امور میں تبلیغ کا حق دے دیا جائے۔ اور یہ بات بھی طے کر لی جائے کہ کوئی فرقہ کسی اختلافی بات کو اس سلسلہ تبلیغ میں نہ صراحۃ نہ ضمنا نہ اشارۃ کسی طرح ذکر نہ کریگا۔ تو اس کی نہ عقل ونقل اجازت دیتی ہے نہ اس کو کوئی سلیم الطبع اور تجربہ کار انسان گوارہ کر سکتا ہے۔

دیکھے جرائم پیشہ لوگوں اور سلطنت کے باغیوں کو کسی ذی عقل نے ان سے اتفاقی امور کی بنا پر کبھی انھیں مطلق العنان نہیں چھوڑ دیا ہے اور ان کے اختلافی امور کے نہ کرنے کے وعدوں پر کبھی ذرہ بھر اعتماد نہیں کیا ہے بلکہ ان کے اخلاقیات کی پردہ پوشی کو جرم عظیم قرار دیا ہے اور ان کے اختلافات سے پیدا ہونے والے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے انھیں سزا کا حقدار ٹھہرایا یہاں تک کہ ان کے سرگروہ کو موت کے

گھاٹ اتار دیا اور باقی لوگوں کو قید خانہ میں ڈال کر سڑا دیا اور ان کے وجود کو فنا کر کے زمین کو پاک کر دیا۔
یا یوں سمجھئے کہ ایک شخص تندرست ہے اور اس کے اندرونی قوے کے حالات اور اعتدالی کیفیت نہایت مناسب ہے لیکن اس کی صرف ایک انگلی زخمی ہوکر سڑ گئی ہے تو ہر ڈاکٹر اس کی بہترین جسمانی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کی عمدہ تندرستی کا لحاظ کرتے ہوئے اس سڑی ہوئی انگلی کو ایک آن کے لئے اس بہترین جسم میں لگا ہوا رہنا گوارہ نہیں کر سکتا چاہئے۔ خود وہ شخص یا اس کے اعزا واحباب اس کے نہ کاٹنے کیلئے کتنا ہی اصرار کریں اور یہ دلیل بھی پیش کریں کہ ڈاکٹر صاحب آپ تو ملاحظہ فرمائیں کہ اس کا اس انگلی کے سوا سارا جسم تو تندرست ہے۔ یہ تو دیکھئے کہ اس انگلی کو بقیہ جسم سے کس درجہ نسبت ہے۔ یہ تو سارے جسم کا بیسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ آپ اکثریت کا لحاظ فرمائیں اور اس حقیر کو نظر میں نہ لائیں اور کچھ زمانہ تک تو اسے جسم ہی میں لگا رہنے دیں اور ایک عضو جسم کو کم نہ کریں۔ تو کوئی ڈاکٹر ان نادانوں کی جاہلانہ ہٹ کو کیا پورا کر سکتا ہے اور ان ناعاقبت اندیشوں کی احمقانہ ضد کی وجہ سے اس انگلی کو بلا قطع کئے ہوئے چھوڑ سکتا ہے اور اگر کسی ڈاکٹر نے ان لوگوں کے اصرار کی بنا پر اس سڑی ہوئی انگلی کو نہیں کاٹا تو اس ڈاکٹر کو کوئی متنفس ہمدرد نہیں کہہ سکتا بلکہ اس کو سخت ناعاقبت اندیش، ناتجربہ کار کہا جائے گا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کو وہ مرض بڑھ کر سارے جسم کو سڑا دیگا۔

ان مثالوں کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ایک جرائم پیشہ انسان اور حکومت کا باغی جب ان کی غلط کاریاں اور جرائم کا نظر انداز کرنا اور اخفائے جرم کر لینا۔ امن عالم کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے اور سڑی ہوئی انگلی کا تندرست جسم میں لگا رہنا بقیہ جسم کو سڑا دیتا ہے۔ تو وہ نام کے اسلامی فرقے جنھوں نے ضروریات دین کے کسی ایک مسئلہ کی مخالفت کی اور انھوں نے اپنے اس اختلاف کو اپنی جماعت کا مابہ الامتیاز بنالیا۔ اور اس مخالف بات کو انہوں نے اپنے اعتقادیات میں داخل کرلیا تو اس جرأت و دلیری اور اتنے بڑے جرم عظیم سے چشم پوشی کر لینا اور اس کو امکانی سزا نہ دینا۔ اور اس جرم کا اظہار کر کے اور لوگوں کو اس میں مبتلا ہونے سے نہ بچانا اور ایسے ناقص وجود کا اپنی جماعت ہی میں شمار کیئے جانا گویا ہزار ہا فتنوں کا دروازہ کھول دینا ہے اور جماعت کے نظام امن کو خطرہ کے لئے پیش کر دینا ہے اور اس کے اختلاف سے اور دوسروں کی مذہبیت کو فاسد کر دینا ہے اور جماعت کے لئے افتراق وتشتت کی مہلک بیماری کی پرورش کرنا ہے اور اس سے اتفاق کا ہاتھ بڑھا کر اس کے جرم کو ہلکا کرنا بلکہ اس کی اعانت کرنا ہے۔

علاوہ بریں صرف فرقہائے اسلامیہ میں یہ نظریہ کہ ان کے اختلافات کو نظر انداز کر کے اتفاقی

امور میں ان کے ساتھ ملکر تبلیغ کرنا اگر کوئی ٹھوس اور اہم قاعدہ ہے تو اس کا انھیں کے ساتھ کیوں خاص کیا جاتا ہے اس کو اور بھی عام کرنا چاہئے کہ ضروریات دین کے کسی ایک مسئلہ کی مخالفت یا چند مسائل کی مخالفت یا سارے ہی ضروریات دین کی مخالفت سب کا ایک حکم یعنی کافر ہو جانا ہے تو جب ایک اختلاف کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے تو چند اختلافات کو بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو اہل کتاب یہود نصاریٰ کے بھی ساتھ یہی طریہ استعمال کریں کیا ان سے بہت سے عقائد و مسائل میں اتفاق نہیں ہے۔ اور پھر اہل کتاب کی بھی کیا قید ہے مشرکین و مجوس وغیرہ کفار سے کیا بعض امور میں اتفاق نہیں ہے۔ مثلاً خدا کا قائل ہونا۔ سچائی اور احسان کو اچھا سمجھنا۔ جھوٹ اور ظلم کو برا جاننا وغیرہ۔ تو ان اتفاقی امور کی بنا پر کیا وہ اس رعایت کے حقدار نہیں ہیں۔ لہٰذا آج کل کے یہ کم فہم مدعیان اسلام جس طرح فرقہائے مدعیان اسلام کے اختلافی امور کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اتفاقی امور میں ان کے ساتھ مل کر تبلیغ کرنا روا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح یہود و نصاری مشرکین و مجوس وغیرہ کے بھی اختلافی امور کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اتفاقی امور میں ان کے ساتھ بھی تبلیغ کرنا پسند کرلیں گے۔ تو اب سوچیں اور غور کریں کہ جس طرح یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار مظاہرین سے مل کر کام کرنے میں دین حق کا سارا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان مسلم صورت کفر سیرت فرقوں کے ساتھ مل کر تبلیغ کرنے سے بھی نظام دین برباد ہوتا ہے۔

بالجملہ یہ جو کچھ گفتگو تھی وہ عقلی پیرایہ میں تھی۔ اب اس غلط تخیل کی غلطی مذہبی روشنی میں دیکھئے اور تاریخ اسلام کو اٹھا کر پڑھئے کہ ہر قرن و ہر صدی میں فرقوں کی پیداوار ہوتی رہے گی مگر آپ کو دکھانا یہ ہے کہ یہ امت مرحومہ نے اس بلا کا کس طرح مقابلہ کیا ہے اور کس طرح اس بیدینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس زمانہ میں جس شخص نے اسلام کے کسی مسئلہ سے اختلاف کیا تو امت نے کبھی اس اختلاف کی پرورش نہیں کی اس کے اس جرم پر چشم پوشی اختیار نہ فرمائی بلکہ اس کے درپے ہو گئے اسکو پہلے سمجھایا۔ اسکے تمام شبہات کے مسکت جواب دیکر اس کو عاجز کردیا پھر اگر وہ باز نہیں آیا تو اس کو یا تو قتل کردیا یا اسے قید خانہ میں ڈال دیا اور جہاں ایسی طاقت نہ پائی تو اس کو مسلمان کی جماعت سے علحدہ کردیا اس کے ساتھ سلام وکلام، مجالست مخالطت کے تعلقات ترک کردیئے۔

اس طریقہ علاج سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ وہ فرقے ختم ہوگئے اور اکثر وہ ہیں کہ آج جن کا نام لیوا تک باقی نہیں ہے۔ اور اگر ان کے ساتھ ہمارے زمانہ کا سا غلط طریقہ یعنی رواداری اور ہدایت برتی جاتی

توان فرقوں کی شمار مشکل ہوجاتی۔

ہم اگر ان قوموں کے نام اور مختصر حالات بھی اگر پیش کریں تو نہ معلوم اس کتاب کی کتنی جلدیں ہوجائیں۔لہٰذا بخیال اختصار صرف زمانہ اقدس کے سب سے پہلے فرقہ منافقین کی چند ضروری باتیں قرآن عظیم سے پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو ان کے زبانی دعوے اور اعمال کی پوری حقیقت اور ان کے احکام معلوم ہوجائیں سنئے۔

منافقین زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک گروہ تھا جو اپنے آپ کو مؤمن اور مسلمان کہتا تھا کلمہ شریف پڑھتا تھا نماز پڑھتا تھا روزہ رکھتا تھا جہاد کیا کرتا تھا اور اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم کرنے کا مدعی تھا پورا متبع شرع ہونے کا دعویدار تھا۔

قرآن کریم ان کی تصدیق رسالت کے دعوے اور شہادت وایمان کی حقیقت کا اظہار فرماتا ہے:

اذا جاء ك المنفقون قالوانشهد انك لرسول الله و الله يعلم انك لرسوله و الله يشهد ان المنفقين لكذبون اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك بانهم امنوا ثم كفروا فطبع علىٰ قلوبهم فهم لا يفقهون ۔

(سورہ منافقون)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرالیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا بیشک وہی برے کام کرتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی اتو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے۔

اس آیت کریمہ نے منافقین کے سرکار رسالت میں حاضر ہونے اور اپنے مسلمان ہونے پر قسمیں کھانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں جھوٹا قرار دیا اور مکار بدعمل کج فہم ٹھہرایا اور کس قدر مؤکد طریقہ پر شہادت رسالت دیتے ہوئے انھیں کافر فرمایا اور فرماتا ہے۔

ومن الناس من يقول امنا با لله و باليوم الاٰخر وما هم بمؤمنين يخدعون الله والذين امنوا وما يخدعون الاّ انفسهم و ما يشعرون ۔(بقره)

اور بعض لوگ (منافقین) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ مؤمن نہیں اللہ

اور ایمان والوں کو فریب دیا چاہتے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنی جانوں کو ہی فریب دیتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دعوی ایمان کے باوجود بھی انھیں غیر مومن یعنی کافر قرار دیا اور ان کے اظہار ایمان کو فریب ٹھہرایا تو ان آیات نے ان کے دعوے ایمان اور تصدیق رسالت کو فریب ٹھہرا کر انھیں کافر قرار دیا اب رہے ان کے اعمال نماز وغیرہ اس کے متعلق فرمایا۔

ان المنٰفقین یخدعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ یرو ن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین بین ذٰلک ولا الی ھؤ لاء ولا الیٰ ھؤ لاء ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ (سورہ نساء ۲۱)

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہ انھیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت ہی کم ذکر کرتے ہیں بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائیگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کو فریبی ریا کار بتایا اور ان کی نماز وغیرا اعمال کو ریا ٹھہرایا اور انھیں کفر وایمان کے بیچ میں ڈگمگانے والا ضال قرار دیا۔

اب باقی رہا ان کا محبت و تعظیم رسول اللہ کا دعوے تو سرکار رسالت میں حاضر ہو کر تو وہ اس طرح اظہار تعظیم کرتے تھے۔

واذا جاوك حیوك بما لم یحیك به الله ۔(سوہ مجادلہ)

اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کا حال بتایا کہ سرکار رسالت میں حاضر ہو کر تو حضور کی تعظیم میں اور اظہار محبت میں انتہائی تعریف کے الفاظ کہتے ہیں اور جب حضور کی مجلس شریف سے اٹھ کر جاتے ہیں تو آپ کی شان میں توہین وگستاخیاں کرتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر خازن میں ہے:

کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرماتے تھے حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا ایک شخص عنقریب آئے گا اور تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس

سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئے کہ ایک نیچی آنکھوں والا سامنے سے گذرا حضور نے اس کو بلا کر فرمایا تو اور تیرے ساتھی کس بات پر میری شان میں گستاخی کے الفاظ بولتے ہیں وہ اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں گستاخی کا نہیں کہا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم (سورہ توبہ)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہیں کی اور بے شک وہ ضرور کفر کا کلمہ بولتے ہیں اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس عادت کا بیان فرمایا کہ شان رسالت میں گستاخی کریں گے کفری کلمے بولیں گے اور جب ان کی گرفت کی جائے گی تو صاف طور پر اس گستاخی سے انکار کر جائیں گے اور مکر جائیں گے اور انکار پر قسمیں بھی کھائیں گے لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم بیان فرمایا کہ یہ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوگئے۔

ان آیات کا خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ منافقین محض دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھا کر تصدیق رسالت اور کلمہ شریف پڑھتے ہیں اور اپنے مومن اور مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور محض ریا اور دکھاوے کے لئے جہاد وغیرہ اعمال کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تو آپ کی انتہائی تعظیم وتوقیر اور تعریف ومدح کرتے ہیں اور جب مجلس شریف میں اٹھ کر اپنی خاص مجلسوں میں پہونچتے ہیں تو حضور کی شان پاک میں توہین وگستاخی کیا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف منصوبے تیار کرتے ہیں۔ کفار سے مسلمانون کے راز فاش کرتے ہیں۔ انھیں اہل اسلام سے جنگ کے لئے ابھارتے ہیں۔ مشرکین کے پاس تبلیغ واصلاح کا نام لیکر جاتے ہیں اور بانی اسلام علیہ السلام اور مسلمانون کے خلاف ان سے مشورے کرتے ہیں اور اسلام کے مٹنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ جب مسلمان ان کی اس شرارت اور فتنہ پردازی پر مطلع ہوکر ان سے دریافت کرتے ہیں تم یہ کیسا فتنہ فساد پھیلاتے ہو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو تبلیغ واصلاح کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس تبلیغ واصلاح کی حقیقت کا قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرماتا ہے:

واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون ۔ (سورہ بقرہ رکوع ۲ پارہ ۱)

جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں آگاہ ہو کہ یہ منافقین ہی فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں کرتے۔

بالجملہ ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کو باوجود ان کے دعوے ایمان وکلمہ گوئی اور نماز وجہاد وغیرہ اعمال کے بھی انھیں مکار، بدعمل، ریاکار، کم فہم، جھوٹے، دھوکہ دینے والے، ڈگمگانے والے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے، اصلاح کا نام لیکر فساد کرنے والے، فرمایا اور انھیں کافر وضال ہونے کا حکم دیا۔

پھر یہ منافقین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد وخلافت میں صولت صدیقی کا لوہا مان کر تقیہ کر گئے اور کسی طرح کی شرانگیزی نہ کر سکے اور مانعین زکوۃ کے مآل واستیصال کو دیکھ کر خاموشی کی زندگی گذارتے رہے۔

پھر یہ منافقین خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہیبت وجلالت فاروقی سے دم سادھے پڑے رہے اور غیض وغضب کے گہرے گہرے گھونٹ پیتے رہے اور کسی طرح کی ریشہ دوانی نہیں کر سکے۔

پھر یہ منافقین خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شروع زمانہ خلافت میں کچھ ابھرے اور فتنہ وفساد کی تخم ریزی کرنے لگے خلافت کے چھ سال گذر جانے کے بعد یہ عملی میدان میں اترے اور ان کی شرارت کے شعلے بھڑکے اور انھوں نے خلیفہ کے خلاف بغاوت کے جھنڈے نصب کئے یہاں تک کہ انھوں نے بلوائیوں کا ایک گروہ بنا کر خلیفہ کے مکان کا محاصرہ کیا اور ان کا پانی تک بند کر دیا اور خلیفہ سوم کو نہایت ہی بے رحمی سے شہید کر دیا۔

پھر یہ منافقین خلیفہ چہارم حضرت مولیٰ علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری طاقت ولشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہوئے یہاں تک کہ انھوں نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ پر خروج کیا تو یہ منافقین اب بجائے لقب منافقین کے خوارج کے نام سے مشہور ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

فخرجت علیه الخوارج من اصحابه ومن کان معه وقالوا لا حکم الاالله وعسکر والحروراء فبعث الیهم ابن عباس فخاصمهم وحجهم فرجع منهم قوم کثیر وثبت قوم وساروا الی النهروان فیعرضوا السبیل فسار الیهم علی فقتلهم بالنهروان وقتل معهم

ذو الثدیۃ۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب اور ہمراہیوں میں سے خوارج نے ان پر خروج کیا اور بولے کے حکم تو اللہ ہی کے لئے ہے اور خوارج نے مقام حرورا میں لشکر جمع کیا تو حضرت مولی نے حضرت ابن عباس کی قیادت میں لشکر بھیجا تو انھوں نے ان سے جنگ کی اور ان پر غالب ہوئے تو خوارج کی کثیر تعداد نے رجوع کیا اور باقی اپنے مذہب پر باقی رہے تو وہ نہروان پہنچ کر رہزنی کرنے لگے۔ پھر حضرت علی خود ایک لشکر لیکر ان کی طرف روانہ ہوئے اور انھیں نہروں میں قتل کیا اور ان میں ذوالثدیہ کو بھی قتل کیا۔

صاحب سیرۃ النبی حضرت شیخ الاسلام علامہ سید احمد دحلان مکی نے درر السنیۃ میں ایک حدیث نقل فرمائی؛

لما قتل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخواج قال رجل الحمد للہ الذی اھلکھم واراحنا منھم فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلا والذی نفسی بیدہ ان منھم لمن ھو فی اصلاب الرجال لم تحملہ النساء ولیکونن آخر ھم مع مسیح الدجال ۔

(الدرر السنیۃ مصری ص ۵۱)

جب حضرت مولی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے خوارج کو قتل کیا تو ایک شخص نے کہا کہ اس خدا کے لئے حمد ہے جس نے خوارج کو ہلاک کر دیا اور ہمیں ان کے شر سے راحت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہرگز اس خیال میں نہ رہو قسم اس ذات کے جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک ان میں بعض ایسے ہیں جو مردوں کی پشتوں میں ہیں ابھی تک اپنی ماؤں کی رحم میں بھی نہیں آئے ہیں ضرور بالضرور اس سلسلہ کا آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقابلہ کیا مسلمانوں کے خون بہانے کو حلال قرار دیا۔ حضرت مولی کرم اللہ وجہہ کو حکم تسلیم کر لینے کی بنا پر کافر ٹھہرایا اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے ان خوارج کو کافر قرار دیا۔ اس بنا پر خوارج سے قتل کو جائز ٹھہرایا اور خوارج کا حکم بھی یہی ہے۔ فتاوے بزازیہ میں ہے:

یجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ۔ (بزازیہ جلد ۳ ص ۳۱۸)

خارجیوں کا کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے سوا تمام امت کو کافر کہتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں تکفیر خوارج پر اجماع کی تصریح فرما

تے ہیں:

محارب حضرت مرتضی اگر از راہ عداوت وبغض ست نزد علمائے اہلسنت کافرست بالاجماع وہمیں است مذہب ایشان درحق خوارج واہل نہروان۔

(از تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع ص ۳۹۵)

حضرت علی مرتضی سے از راہ عداوت وبغض (جیسے خوارج) لڑنے والے علمائے اہلسنت کے نزدیک بالاجماع کافر ہیں یہی ہے علمائے اہلسنت کا مذہب خارجیوں اور اہل نہران کے خوارج کے حق میں۔

ان ہر دو عبارات سے خوارج کے کافر کہنے کا وجوب اور ان کے کفر پر علمائے اہلسنت کا اجماع ثابت ہوگیا۔

بالجملہ خوارج کا یہ سلسلہ خلفائے راشدین کے بعد ہر زمانہ اور ہر قرن میں شر انگیزی اور فتنہ وفساد کرتا ہی رہا۔ خلفائے بنی امیہ وخلفائے عباسیہ سے برابر یہ جنگ وقتال کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۲۳۳ھ میں عبدالوہاب نجدی کے متبعین نے حرمین شریفین پر حملہ کیا اور اہل حرمین کو شہید کیا، علمائے اہلسنت کو قتل کیا۔ علامہ ابن عابدین شامی میں اس عبدالوہاب اور اس کے متبعین کو خوارج سے شمار کرتے ہیں:

قوله يكفرون اصحاب نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم علمت هذا ان غير شرط فى مسمى الخوارج بل هو بيان لمن خرجوا على سيدنا على رضى الله تعالىٰ عنه والا فيكفى فيهم اعتقاد هم كفر من خرجوا عليه كما وقع فى زماننا فى اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالىٰ شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلثين ومائتين والف۔ (شامی مصری جلد ۳ ص ۳۱۹)

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافر کہنا کچھ خارجیوں کے ساتھ ضروری نہیں بلکہ یہ ان خاص خوارج کا بیان ہے جنھوں نے ہمارے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انھیں اپنے عقیدہ میں کافر جانیں جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے

مقتدیوں سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر ظلما قبضہ کیا وہ اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہے مشرک ہیں، اسی بنا پر انھوں نے اہل سنت وعلمائے اہلسنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہر ویران کئے اور مسلمانوں کے لشکر کو ان پر فتح دی سن بارہ سوتینتیس ہجری میں۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ عبدالوہاب نجدی اور اسکی جماعت بھی خوارج میں سے ہے جس نے حرمین شریفین میں اہلسنت وعلمائے اہلسنت کو شہید کیا تو جب اسکا خارجی ہونا ثابت ہوا تو یہ عقائد اہلسنت کا مخالف قرار پایا اور فتاوے بزازیہ وتحفہ اثنا عشریہ سے اس کی جماعت کا باجماع علمائے اہلسنت کافر کہنا واجب ثابت ہوا۔

پھر ہندوستان میں یہ خوارج کا مذہب ۱۲۴۰ھ میں ظاہر ہوا۔ دہلی میں خاندان عزیزی میں اسماعیل نامی ایک شخص پیدا ہوا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی رئیس الخوارج سے اپنا رشتہ عقیدت جوڑا اور ابن عبدالوہاب نجدی خارجی مذکور کی کتاب التوحید کی شرح اردو میں لکھی جس کا نام تقویۃ الایمان ہے۔ اسی اسماعیل دہلوی نے یہاں مذہب خوارج کی اشاعت کی اور جہاد کے نام سے ایک لشکر تیار کیا اور نجدی کی طرح مسلمانان سرحد کو شہید کیا یہاں تک کہ خود بھی مارا گیا۔

پھر ان دہلوی کے بعد رشید احمد گنگوہی نے مذہب خوارج کی تبلیغ واشاعت کا ذمہ لیا۔ وہ ابن عبدالوہاب نجدی جس کا خارجی ہونا علامہ شامی نے ذکر کیا جس کے عقائد کا خلاف مذہب اہلسنت ہونا جس کا باجماع علمائے اہلسنت کافر ہونا فتاوے بزازیہ سے ثابت ہو چکا اس گنگوہی نے اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا اور اسکو اچھا ٹھہرایا۔ فتاوے رشیدیہ جلد اول ص ۷ میں ہے:

سوال سولہواں: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟۔

الجواب: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں اختلاف حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی جلد ا ص ۷)

گنگوہی جی نے اس فتوے میں نجدی اور اس کی جماعت خوارج کو عقائد کو عمدہ بتایا اور نجدی اور اس کے

مقتدیوں کو اچھا ٹھہرایا اور ان سے اپنی خوش عقیدگی کا یہ اظہار کیا کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے اور جن میں حد سے بڑھ جانے کی بنا پر فساد بھی آ گیا ہے تو باوجود ان کے عقائد نہیں بدلے بلکہ وہی عقائد ہی باقی رہ گئے تو ظاہر ہو گیا کہ گنگوہی جی بھی اس کے ہم عقیدہ اور متبع ثابت ہوئے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیشہ عمدہ عقائد ہی کا اتباع کیا جاتا ہے تو یہ گنگوہی جی کے خارجی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ فرقہ منافقین جس کو اللہ تعالیٰ نے کافر وضال فرمایا کافر وفریبی شان رسالت میں گستاخ و بدگو فرمایا جو چوتھی خلافت میں خوارج کے نام سے مشہور ہو گیا تھا اور جو بفرمان حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ زمانہ دجال تک باقی رہے گا چنانچہ تیرھویں صدی میں وہ خوارج نجد میں ابن عبدالوہاب اور اس کے مقتدی اور ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی پھر رشید احمد گنگوہی اور ان کے مقتدی جواب وہابی کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں ان خوارج کو علماء اہلسنت نے بالاجماع کافر قرار دیا۔ حضرت خلیفہ چہارم نے انھیں قتل کیا خلفائے بنی امیہ وخلفائے عباسیہ نے انھیں قتل کیا۔ جماعت ابن عبدالوہاب نجدی کو ترکوں نے قتل کیا۔ اسمٰعیل دہلوی کی فوج کو سرحدی پٹھانوں نے قتل کیا۔ گنگوہی جی ایسے دور میں ابھرے کہ سلطنت اسلامی ہندوستان میں مٹ گئی تھی انھیں مذہب خوارج و وہابیت کی اشاعت کا خوب موقع ملا۔

بالجملہ خوارج کو زمانہ اقدس سے تیرھویں صدی تک کبھی تبلیغ واصلاح کا حق نہ اہل سنت اسلام نے کبھی دیا نہ اس وقت اور آئندہ دے سکتے ہیں بلکہ ہمیشہ سے خلفاء وسلاطین نے انھیں قتل کر کے ان کے فتنہ وفساد کو دبایا۔ اور ان ابھرتے ہوئے سیلاب کو روکا۔

اس تبلیغی جماعت کے بانی الیاس صاحب اسی سلسلہ خوارج و وہابیت کی ایک کڑی ہیں۔ یہ گنگوہی جی مذکور کی گود کے پرورش کردہ مرید خاص ہیں جس کی پوری تفصیل آگے آتی ہے۔ تو یہ الیاس بھی خارجی وہابی ہوا جو بحکم فتاوے بزازیہ وتحفہ اثنا عشریہ بالاجماع کافر قرار پایا۔ تو اس کو تبلیغ واصلاح کا حق دیدینا گویا مذہب خوارج کی تبلیغ کی اجازت دینا ہے اور کفر وضلالت کی اشاعت سے راضی ہونا ہے اور اجماع امت کے عمل کی مخالفت کرنا ہے اور قرآن کریم کے بیان کردہ مفسدوں کے فتنہ وفساد کی اعانت کرنا ہے۔

اسلام کی تبلیغ کا حق تمام فرقہائے اسلامیہ میں صرف اہلسنت وجماعت کو ہے، ان کی ہی وہ تبلیغ ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا اور حضور نے اپنی امت کو امر فرمایا۔

یہی تبلیغ اسلام کے تنہا حقدار ہیں اوران کے سوا جس قدر فرقے مدعیان اسلام ہیں جب وہ خود ہی مسلمان نہیں تو انہیں اسلامی تبلیغ کا حق کس طرح حاصل ہوسکتا ہے۔

اس تبلیغی جماعت کا بانی

تبلیغی جماعت کا بانی محمد الیاس جن کا آبائی وطن جھنجھانہ ضلع مظفر نگر تھا۔ ان کے والد محمد اسمٰعیل جن کی وہابیت کے سمجھنے کیلئے اتنی بات بہت کافی کہ سوانح مولوی الیاس میں ہے۔

آپ نے (محمد اسماعیل نے) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے طریق سلوک کے حصول کی خواہش کی۔ (از سوانح ص ۳۷)

الیاس صاحب کے والد کی وہابیت تو اسی سے ثابت ہوگئی اب باقی رہی ان کی والدہ کی وہابیت وہ اس سے ظاہر ہے وہ مظفر حسین کاندھلوی کی نواسی تھی اور یہ مظفر حسین شاہ اسحٰق کے شاگرد اور شاہ محمد یعقوب کے خلیفہ اور پیر سید احمد کے دیکھنے والے ہیں اسی سوانح میں ہے۔

مولانا مظفر حسین جو حضرت شاہ اسحٰق صاحب کے نہایت عزیز شاگرد حضرت شاہ محمد یعقوب کے مجاز حضرت سید احمد صاحب اوران کے رفقا کے دیکھنے والے تھے۔ (از سوانح الیاس ص ۳۵)

تو ان کا گھرانہ اور ماحول ضرور وہابی ہوگا تو یہ الیاس ایسے وہابی ماں باپ کے فرزند ہوئے کہ ان کی تربیت وہابی گہواروں میں ہوئی اور جب یہ گیارہ سال کے ہوئے تو وہابیت کے مرکز میں ان کی تعلیم ہوئی اور گنگوہی کی مجلس وصحبت کے نقوش ان کے قلب پر کندہ ہوئے۔

سوانح میں ہے۔

مولانا محمد الیاس صاحب کا وہ زمانہ گنگوہ میں گذرا جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گذرا۔ (سوانح ص ۴۵)

تو جس نے دس سال گنگوہ جی کی صحبت میں گذارے ہوں اس کی وہابیت کیسی راسخ ہونی چاہئے پھر مزید براں مولانا الیاس صاحب نے ان سے بیعت کی سوانح میں ہے

مولانا الیاس صاحب کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش ودرخواست پر بیعت کرلیا۔ (سوانح ۴۶)

اسی صفحہ میں ہے، آپ کو حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے ایسا قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بغیر تسکین نہ ہوتی۔

تو اس الیاس کی وہابیت پر اب تو مہر لگ گئی کہ یہ گنگوہی جی کا مرید بھی ہو گیا اب اس کے سلسلہ تلمذ اور تعلیم کو دیکھئے اسی سوانح میں ہے۔

آپ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب کے حلقہ درس میں شرکت کے لئے دیو بند تشریف لے گئے۔ (سوانح ص ۴۹)

لہذا اس الیاس کی تعلیم دیو بند میں ہوئی محمود حسن کا یہ شاگرد ہے اب تو اس کی وہابیت میں کوئی شبہ کی گنجائش باقی رہی اب بھی کچھ شک ہو تو سنئے۔

گنگوہی کی وفات کے بعد آپ نے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے درخواست دی آپ نے مولانا خلیل احمد صاحب سے رجوع کا مشورہ دیا چنانچہ آپ نے مولانا سہار نپوری سے اپنا تعلق قائم کر لیا اور آپ کی نگرانی ورہنمائی میں منازل سلوک طے کرے۔ (سوانح ص ۵۰)

اسی سوانح کے ص ۵۱ پر ہے) مولانا محمود حسن صاحب کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی۔

جس الیاس نے وہابی آغوش میں آنکھیں کھولی ہوں جس الیاس نے پیشوایان وہابیہ کو استاذ بنایا ہو جس الیاس نے گنگوہی وسہار نپوری سے بیعت حاصل کی ہو اور ان کی صحبت وتربیت میں رہا ہو تو اس الیاس کی وہابیت وخارجیت پر کہیں پردے پڑ سکتے ہیں پھر اسے اکابر وہابیہ سے اس کا تعلق اس قدر زبر دست ہو کہ سوانح میں ہے۔

مولانا گنگوہی کے دوسرے خلفا سے عقیدت مندی اور صحبت واستفادہ کا تعلق برابر قائم رہا شاہ عبدالرحیم رائے پوری مولانا محمود الحسن صاحب دیو بندی اور مولانا اشرفعلی صاحب تانوتوی سے الیاس تعلق تھا کہ فرماتے تھے۔ یہ حضرات میرے جسم وجان میں بسے ہوئے تھے اور ان حضرات کو بھی مولانا کی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے خصوصی محبت اور لحاظ تھا۔ (سوانح ص ۵۱)

لہذا یہ وہ الیاس ہے جو اکابر وہابیہ کو اپنے جسم وجان میں بسا ہوا کہتا ہے گنگوہی جی کو قلب جانتا ہے اور ادھر اکابر وہابیہ کو اس الیاس سے خصوصی محبت ہے اور انھوں نے امتیازی خصوصیات اس کو دیئے ہیں انھیں پورا پورا اس پر اعتماد حاصل تھا چنانچہ سوانح کا یہ واقعہ اس کی دلیل ہے۔

ایک مرتبہ کاندھیلہ میں شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری مولانا خلیل احمد صاب سہار نپوی اور

مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی موجود تھے نماز کا وقت آیا تو امامت کے لئے آپ کو (الیاس صاحب کو) بڑھادیا (سوانح ص ۵۴)

پھر ان الیاس صاحب نے عمر بھر جن مولوی سے ملاقات کی یا عقیدت سے ملے یا ان کو اپنے تبلیغی جلسوں میں مدعو کیا وہ سب دیوبندی وہابی مولوی ہیں جن کی مختصر فہرست یہ ہے۔

(۱) مولوی خلیل احمد سہارنپوری، (۲) مولوی حسین احمد (۳) مفتی کفایت اللہ (۴) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ (۵) مولوی طیب مہتمم مدرسہ دیوبند (۶) مولوی محمد شنید مہتمم مدرسہ عبدالرب دہلی۔ (۷) مولوی عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (۸) مولوی اعزاز استاذ مدرسہ دیوبند (۹) مولوی عبدالقادر رائے پوری (۱۰) مولوی عبدالحنان (۱۱) مولوی عمران (۱۲) منظور نعمانی (۱۳) عطاء اللہ بخاری (۱۴) مولوی ظفر احمد تھانوی (۱۵) عبدالحق مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد۔ حتی کی اس الیاس کے مرض الموت میں اور وقت موت اور بعد موت مولوی منظور سنبھلی اور ظفر احمد تھانوی اور مفتی کفایت اللہ موجود تھے تو جس الیاس کی ساری عمر اکابر وہابیہ کے ساتھ گذری ہو اور اس کی اس سوانح میں کہیں کسی مشہور سنی عالم سے ان کی نہ ملاقات اور نہ ملنے کا تذکرہ ہو نہ اپنے کسی تبلیغی جلسہ میں انھیں مدعو کرنے کا ذکر ہو تو اس لئے اس کی طرف کوئی ذی عقل سنی ہونے کا وہم بھی نہیں کرسکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ الیاس بانی تبلیغی جماعت نہایت سخت متعصب خارجی وہابی دیوبندی ثابت ہوا بلکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کا مقتدا و پیشوا ثابت ہوا اس کی وہابیت میں کسی کو ادنی وہم کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا مذہب

مذہبی جماعت کے بنانے کے دو طریق ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ لوگ مذہب سے واقف ہیں عقائد اسلام کو خوب جانتے ہیں احکام دین سے باخبر ہیں یہ لوگ محض اپنے ہم مذہبوں کے نظم کیلئے تشکیل جماعت کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے چند اراکین تجویز کرتے ہیں اور پھر یہ ساری جماعت اپنی باگ ڈور ایک صدر اعلیٰ کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ اور اس صدر اعلیٰ کی اطاعت اپنے اوپر لازم قرار کرلیتی ہے اور اس کے کسی حکم اور منشا کے خلاف کرنا اپنے لئے جرم عظیم متصور کرتی ہے۔ اگر ان کا صدر اعلیٰ خود دین سے ذرا انحراف کرتا ہے اور کسی عقیدہ حقہ یا مسئلہ شرعی کے خلاف کوئی حکم دیتا ہے تو یہ دیندار جماعت اس

کی ہرگز اطاعت نہیں کرے گی بلکہ پہلے تو اس صدر اعلیٰ کی حتی الامکان اصلاح کی سعی کریگی اگر وہ درست ہوگیا تو اپنے عہدہ صدارت پر فائز رہے گا اور اگر اس صدر اعلیٰ کی اصلاح ہوئی اور وہ اپنی غلط روی سے باز نہ آیا تو یہ واقف کار جماعت اس کو صدارت ہی سے معزول کردے گی اور اپنا کوئی اور دیندار صدر اعلیٰ منتخب کرلے گی بالجملہ ایسی دین سے واقف کار دیندار جماعت کا مذہب اس کے صدر اعلیٰ کا مذہب نہیں ہوتا بلکہ اس صدر اعلیٰ کا وہ مذہب ہوتا جو اس جماعت کا مذہب ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص کے دماغ میں نئی مذہبی جماعت بنانے کا شوق پیدا ہو تو وہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کو تلاش کرتا ہے جو دین سے ناواقف ہوں۔ مذہبی اعتقادیات واحکام سے بے خبر ہوں۔ جن کے قلوب پر دین کی کسی بات کا کوئی نقش کندہ نہ ہو۔ جو محض سادہ لوح ہوں۔ مادہ محض ہوں۔ کسی دینی پیشوا سے نہ انھیں عقیدت حاصل ہو نہ ان کی معرفت ہو۔ تو یہ شخص پہلے تو ان پر اپنا علمی اقتدار قائم کرلے گا۔ پھر انھیں اپنے زہد وتقوی سے گرویدہ بنائیگا اور ان ناواقفوں میں اپنے ایثار واخلاص کا رنگ جمائیگا یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کو بیعت کرلیگا۔ پھر کچھ روز کے بعد دوسرے شخص کو اپنا مرید کرلیگا۔ پھر اسی طرح آہستہ آہستہ ایک ایک شخص کو اپنا گرویدہ بناتا جائیگا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس ساری ناواقف قوم کو اپنا لے گا۔ اور ان کی ایک جماعت تیار کرلیگا۔ چونکہ ان ناواقفوں کے سادہ قلوب پر اس کے علم وفضل اس کے زہد وتقوے اور ایثار واخلاص کے نقوش کندہ ہوگئے ہیں تو وہ بے خبر لوگ دنیائے انسانیت میں نہ اور کسی کو ایسا عالم دین جانتے ہیں نہ کسی کو ایسا متقی اور پیر اعتقاد کرتے ہیں نہ کسی کو دین کا ایسا خادم ومخلص سمجھتے ہیں۔

تو اس شخص کا حکم اس جماعت پر اس قدر زبردست ہوگا کہ گویا اس کی حکم عدولی نہیں کرسکتا۔ اس کے اشارہ پر ساری جماعت گردش کریگی اس کا ہر قول ان کے صفحات قلب پر کندہ ہوجائیگا اس کا ہر فعل ان کے لئے شاہراہ بن جائیگا اسی بنا پر ساری جماعت اس کے اقوال وافعال کا نمونہ نظر آیا کرتی ہے۔

اور اگر اس بانی سے کوئی دینی غلطی ہوجائے یا وہ کسی حکم شرعی کے خلاف حکم دیدے تو یہ ناواقف جماعت اپنی عقیدت اور جہالت کی وجہ سے اس دینی غلطی کو صحیح جانے گی اور حکم مخالف شرع کو ہی اپنا دین اعتقاد کرلے گی اور اگر کوئی عالم ان کے بانی کے حکم کے خلاف صریح آیت وحدیث بھی پیش کردے یا آفتاب سے زیادہ روشن دلائل بھی قائم کردے تو وہ نادان جماعت اپنے بانی کے قول سے شمہ بھر نہیں ہٹ سکتی۔ بلکہ اپنے بانی کے باطل قول اور غلط فعل ہی کی تائید کیے جائیگی تو اسی دن سے ناواقف جماعت

اپنے بانی کو نہیں چھوڑ سکتی۔ ایسی مذہب سے بے خبر جماعت اپنے پیشوا سے منہ نہیں موڑ سکتی کہ وہ اپنے بانی کے ہر قول و فعل کو صرف مذہب جانتی ہے اور اپنے بانی کے مخالفت قول و فعل کو بد مذہبی سمجھتی ہے۔
لہٰذا ایسی جماعت کا وہی مذہب ہوتا ہے جو اس کے بانی کا مذہب ہوتا ہے اب اس بات کے باور کرنے میں کسی ادنی عقل و فہم والے کو بھی تامل نہ ہوگا جماعت بنانے کا یہ دوسرا طریق ہر بانی مذہب کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔

غلام احمد قادیانی نے اپنی جماعت قادیانی اسی طرح تیار کی۔ سرسید احمد نے اپنی نیچری جماعت ایسے طریقہ سے بنائی۔ عبداللہ چکڑالوی نے اپنی جماعت اہل قرآن اسی طور پر منظم کی۔ عبداللہ بن سبا نے اپنی جماعت روافض ایسے ہی ایجاد کی۔ اسمٰعیل دہلوی نے جماعت وہابیہ اسی انداز سے گڑھی۔ ابوالاعلی مودودی نے اپنی نام نہاد اسلامی جماعت ایسے ہی تعمیر کی۔

ان سب جماعتوں کے وہی مذاہب ہیں جو ان کے بانیوں کے مذاہب ہیں۔ ان سب جماعتوں کے وہی عقائد ہیں جو ان کو سادہ قلوب پر ان کے بانیوں نے کندہ کئے۔ ان جماعتوں کے وہی افعال ہیں جو ان کے جوارح کو ان کے بانیوں نے عادی بنایا۔ تو انھیں کی ہر ہر جماعت اپنے مذہب واعتقاد میں فعل و عمل میں اخلاق و عادات میں اپنے اپنے بانی کا نمونہ ہے۔

الیاس صاحب کو جب بانی جماعت ہونے کا شوق ہوا تو ان کی نظر میوات پر پہنچی جو نام کے مسلمان تھے دین سے ناواقف تھے۔ بوجہ بالکل سادہ لوح اور مادہ محض اور خالی زمین کی طرح تھے۔ انھوں نے آہستہ آہستہ ایک ایک کو ان میں سے مانوس کیا اور اسے بیعت کرلیا وراں سادہ لوح پر وہابی عقائد کندہ کر دیئے اور ان مادہ محض میں اعمال دیوبندی کی صور ڈالدیں اور اس زمین میں وہابیت وخارجیت کا بیج بودیا اور جاہلوں کو مبلغ کالقب دیکر زمیں ہند میں گشت کرنے کے لئے ملازم رکھ لیا۔

اس تبلیغ الیاسی کے اکثر واصل اعضاء یہی میواتی لوگ ہیں جن کا مذہب اور عقائد وہی ہیں جو الیاس کا مذہب اور عقائد تھے اور اس الیاسی تبلیغ کے چلتے ہوئے کام کو دیکھ کر بعض وہ لوگ بھی شامل ہو گئے جو نسلی وہابی ہیں اور میواتی نہیں ہے۔ تو اس الیاسی تبلیغ کی جماعت میں یہ دو قسم کے افراد تو وہ ہیں جو نہایت پختہ وہابی دیوبندی ہیں۔ اور یہ ہر دو بانی جماعت کے بالکل ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہیں یہ ہر دو اپنی وہابیت کو خفا میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ کہیں نہ کہیں ظاہر ہو جاتی ہے۔

بعض وہ بھی ہیں جو اہلسنت و جماعت ہیں جو ان کے فریب میں آکر یا طمع میں ان کے ساتھ ہو

گئے ہیں۔ اور یہ لوگ ان پر بھی وہابیت کے ڈورے ڈال رہے ہیں اور وہ اپنی ناواقفی میں ان کے شکار بنے ہوئے ہیں لیکن ایسے لوگ اس جماعت میں بہت کم ہیں اکثر وبیشتر وہی افراد ہیں جو وہابیت میں راسخ اور نہایت پختہ ہیں۔

تبلیغی جماعت کے عقائد

جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ تبلیغی جماعت کا مذہب اور عقائد بالکل وہی ہیں جو اس کے بانی الیاس کا مذہب اور عقائد تھے۔ اور خود الیاس کے متعلق یہ ثابت ہو چکا کہ وہ رشید احمد گنگوہی خلیل احمد سہارنپوری کا مرید ہے اور محمود حسن کا شاگرد ہے اور دیوبند کا وہ تعلیم یافتہ ہے۔ تھانوی رائے پوری اور تعلیم اکابر وہابیہ کا متبع اور پیرو ہے۔ اور تمام اکابر وہابیہ کا معتمد اور اصاغر وہابیہ کا پیشوا ہے۔ تو اس الیاس اور اسکی تبلیغی جماعت کے عقائد ومسائل وہی ہوئے جو تمام وہابیہ کے عقائد ومسائل ہیں اگرچہ عقائد وہابیہ میں مستقل رسالے بکثرت مطبوعہ موجود ہیں۔ میں اپنے رسالہ کاشف سنیت ووہابیت سے بطور نمونہ کے صرف ۲۵ عقائد اور ۲۵ مسائل ان وہابیہ کے مع ان کی اصل عبارات کے اور اسکے مقابلہ میں مشہور کتب اہلسنت وجماعت سے عبارات بقید صفحات نقل ہونگی تا کہ ہر ایک پر ان کا مقابل اہلسنت ہونا ظاہر ہو جائے۔

عقیدہ (۱) وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے العیاذ باللہ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارت

اصل عبارت: لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد۔

(از یکروزی ص ۱۴۵ مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی)

ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو (نیز) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔

(براہین قاطعہ مطبوعہ سادھورہ ص ۲ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھی سہارنپوری ومصدقہ رشید احمد گنگوہی)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال نہیں تو ان کے نزدیک خدا کا کذب ممکن ہوا یعنی وہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

شرح فقہ اکبر مصری کے صف ۲۲ پر ہے۔ والکذب علیہ محال ۔

ترجمہ: اللہ پر جھوٹ محال ہے۔

شرح مواقف کشوری کے ص ۶۰۴ پر ہے: یمتنع علیہ الکذب اتفاقا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر کذب باتفاق ناممکن ہے۔

مسایرہ اور مسامرہ مطبوعہ دہلی کے ص ۸۴ پر ہے: (وھو) ای الکذب (مستحیل علیہ تعالیٰ) (لانہ نقص)

ترجمہ: کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لئے کہ وہ عیب ہے لہٰذ وہابیہ کا یہ عقیدہ بالکل عقیدہ اہلسنت وجماعت کے مخالف اور مقابل ہے۔

عقیدہ (۲) وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جاہل ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے (از تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ پریس دہلی ص ۳ مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقائد اہلسنت

وہابیہ کے نزدیک خدا کا علم اختیاری ہے کہ وہ چاہے تو دریافت کرلے اور ظاہر ہے کہ دریافت کرنے سے پہلے اس غیب کا علم نہ ہوگا اور علم نہ ہونے کا نام ہی جہل ہے تو معاذ اللہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہوا کہ خدا جاہل ہے اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے۔

فتاوی عالمگیری مجیدی کے جلد ۲ ص ۲۸۱ پر ہے: یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق او نسبہ الی الجھل ۔

ترجمہ جو خدا کی ایسی شان بیان کرے جو اسکے لائق نہیں یا اس کو جہل کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ لہٰذا وہ وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف اور مقابل ٹھہرا۔

عقیدہ (۳) وہابہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں العیاذ باللہ

یہی عبارت منقولہ عقیدہ نمبر ۲

عقائد اہلسنت

وہابیہ نے جب علم خدا کو اختیاری مانا تو اس کے علم کو ضروری ولازم نہ جانا اس لئے کہ دریافت کرنے سے پہلے وہ علم حاصل نہ ہوگا اور یہ علم حادث کی شان ہے علم قدیم کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی وقت حاصل

نہ ہوتو وہابیہ کے نزدیک علم خدا قدیم نہ ہوا۔ اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے۔

شرح فقہ اکبر مصری کے ص ۳۸ پر ہے: فعلمه قديم۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے۔

فتاوے عالمگیری کے ص ۲۸۲ پر ہے: لو قال علم خدا قديم نيست يكفر ملخصا۔

ترجمہ جو علم خدا کو قدیم نہ مانے کافر ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ (۴) وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ مکار ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارات) سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے۔

(تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقائد اہلسنت مع عبارات

وہابیہ نے شان الٰہی میں کیسی گستاخی کی کہ خدا کے لئے مکر جیسے عیب کی طرف نسبت کر کے اسے مکار ثابت کر دیا اور اہلسنت کے نزدیک مکر عیب ہے لہٰذا اسکی نسبت خدا کی طرف نہیں ہوسکتی۔

تفسیر صاوی مصری کے جلد ۲ ص ۸۷ پر ہے: المكر في الاصل الخديعة والحيلة وذلك مستحيل على الله۔

مکر اصل میں فریب اور بہانہ کے معنی میں مستعمل ہے تو یہ مکر اللہ کے لئے محال ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل مصری کے جلد ۱ ص ۱۲۴ پر ہے: لا يجوز اضافة المكر الى الله تعالىٰ الاعلىٰ الجزاء لانه مذموم عند الخلق۔

سوائے معنی جزا کے اللہ تعالیٰ کی طرف مکر کی نسبت کرنا جائز نہیں کہ یہ لوگوں کے نزدیک مذموم اور برائی ہے) لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ (۵) وہابیہ کے نزدک قرآن کریم کلام الٰہی نہیں باہمی مشورہ ہے: العیاذ باللہ

(عبارت) بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب سے رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب ودہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس

سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے امنا وصدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے پھر بات الٹنے کا تو کیا ذکر۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۴ مذکور)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک نبی بوقت وحی رعب سے بے حواس ہو گئے اور بے حواسی میں کلام الٰہی سمجھا نہیں اور دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے لہٰذا آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر مشورہ کر کے امنا صدقنا کر لیا تو وہابیہ کے عقیدہ میں قرآن کریم کلام الٰہی تو ہوا نہیں بلکہ وہ باہمی مشورہ ہوا اور اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ فقہ اکبر مصری کے ص ا پر فرماتے ہیں: القرآن كلام الله تعالىٰ فهو قيم۔
ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور قدیم ہے۔

شرح فقہ اکبر کے ص ۱۵۳ پر ہے: من جحد القران ای كلمة او سورة منه او آية اوزعم انها ليست من كلام لله تعالىٰ كفر۔

جس نے سارے قرآن کا یا اس کی کسی سورت کا یا کسی آیت کا انکار یا یہ گمان کیا کہ وہ کلام الٰہی نہیں ہے تو وہ کافر ہو گیا۔ لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف قرار پایا۔

عقیدہ (۶) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام عاجز ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) اولیاء انبیاء وامام زادہ پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز (تقویۃ الایمان مذکور ص ۶۸) چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہوتے ہیں اور بے اختیار ہوتے ہیں اور پیغمبر سب برابر ہیں ن۔ (نصیحۃ المسلمین مطبوع ۹۶ھ محمد لکھنؤ ص ۱۲)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک حضرات انبیائے کرام اور چھوٹے انسانوں کے برابر عاجز ہیں اور اہلسنت کے عقیدہ میں حضرات انبیاء کرام خلفاء اللہ ہیں اور وہ بعطائے الٰہی عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔

تفسیر عزیزی مطبوعہ حیدری کے ص ۱۹۷ پر ہے" باز اور اقدرتے دادند کہ نمونہ قدرت خودست بآں معنی کہ چنانچہ قدرت کاملہ الٰہی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابت الآثار ست ہمچناں قدرت ایں خلیفہ:

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ ثابت الآثار کے وجود کا سبب ہے ایسے ہی کسی خلیفہ کی لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ

بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۷) وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام بے خبر اور نادان ہیں العیاذ باللہ

(عقائد وہابیہ مع اصل عبارات)

اسی طرح کچھ اس بات میں بھی ان انبیاء کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دیدی ہو جس کے دل کا حال جب چاہیں معلوم کرلیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں کہ وہ جیتا ہے یا مرگیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاویگا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے عقیدہ نمبر ۶ میں انبیاء کرام کو اپنی برابر عاجز و بے اختیار کہہ کر ان کی خداداد قوت وتصرف کا انکار کیا اس عبارت میں ان کی علمی فضیلت وفوقیت کے ختم کرنے کے لئے صاف کہہ دیا کہ وہ چھوٹوں کی برابر بے خبر اور نادان ہیں یعنی انبیاء علم میں ہماری برابر ہیں یہ شان انبیائے کرام میں گستاخی وتوہین ہے اہل سنت کے نزدیک حضرات انبیائے کرام کو اللہ تعالی ایسی قوت مدرکہ عطا فرماتا ہے جس سے وہ غیوب کو باختیار خود دریافت کرلیا کرتے ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں حضرت امام غزالی سے ناقل ہیں" النبوۃ عبارۃ عما یختص بہ النبی یفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقہ باللہ وصفاتہ وملئکتہ والدار الاخرۃ علما مخالفالعلم غیرہ بکثرۃ المعلولات وزیادۃ الکشف والتحقیق وثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بالحرکات المقرونۃ بارادتناوھی القدرۃ ثالثھا ان لہ صفۃ بھا یبصر الملائکۃ ویشاھد ھم کما ان البصر صفۃ بھا یفارق الاعمی رابعا ان لہ صفۃ بھا یدرك ما سیکون فی الغیب۔ (زرقانی مصری جلد ا ص ۲۰)

نبوت اس وصف سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہوتا ہے اور غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے اور نبی چند خواص کے ساتھ مختص ہے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ جو امور اللہ تعالی اور اس کی صفات

اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے غیر نبی کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف وتحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نبی کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادات تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہوتا ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے جس طرح بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہوتا ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے۔ لہذا وہابیہ کا یہ عقیدہ یہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۸) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کی سرداری چودھری اور زمیں دار کی طرح ہے

(عبارت) جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیں دار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردا رہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

اہل سنت کا عقیدہ

وہابیہ کو عظمت شان انبیائے کرام کے اظہار کیلئے کیا اور کلمات نہیں مل سکے۔ ان کو اگر خلفاء اللہ ہی کہہ دیا ہوتا تو مسلمانوں کا دل تو نہیں دکھتا۔ اہلسنت کے نزدیک مراتب انبیائے کرام اور مراتب بشری سے بہت بلند ہیں۔

شرح شفا شریف مصری کے جلد ا ص ۳۲۰ پر ہے: رتبهم اشرف الرتب ای اشرف مراتب البشر فهو باجماع الامة ودرجاتهم ارفع الدرجات۔

باجماع امت انبیاء کے مراتب وادراکات بشر کے مراتب ودرجات سے اعلیٰ اور بہت بلند ہیں۔ لہذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت وجماعت کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ (۹) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کی بڑے بھائی کے برابر تعظیم کی جائے العیاذ باللہ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارت

انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہئے اس حدیث سے معلوم کہ اولیاء وانبیاء وامام زادہ پر وشہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۸)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں انبیائے کرام سے اپنی برادری اور بھائی بندی کا رشتہ جوڑ کر ان کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنے کا حکم دیا اہلسنت کے نزدیک انبیائے کرام اپنی امتوں کے دینی باپ ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے: النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم۔

(ترجمہ) نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

(تفسیر مدارک مصری جلد ۳ ص ۲۲۵) پر ہے: وفی قرائۃ ابن مسعود النبی اولیٰ المومنین من انفسھم وھو اب لھم وقال مجاھد کل نبی ابو امتہ ولذالک صار المومنون اخوۃ لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوھم فی الدین۔

ترجمہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں ہے کہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور وہ ان کا باپ ہے۔ اور مجاہد نے فرمایا ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے۔ اسی بنا پر تو مومنین آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دینی باپ ہیں۔ لہذا وہابیہ کا یہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۱۰) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کو وکیل وشفیع سمجھنے والا ابوجہل کی برابر مشرک ہے العیاذ باللہ

(عبارت) جو کوئی کسی بھی ولی کو یا امام وشہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا (بالوجاہت) شفیع سمجھے وہ اصلی مشرک ہے (تقویۃ الایمان ص ۳۵) ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۸)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے انبیائے کرم کے وکیل وشفیع سمجھنے والوں کو ابوجہل کی برابر اصل مشرک قرار دیا اور شفاعت انبیا کا اصاف انکار کیا اور اہلسنت انبیاء کے وکیل وشفیع سمجھنے والوں کو مؤمنین کاملین جانتے ہیں اوران کی شفاعت کو حق مانتے ہیں۔

حدیث ابن ماجہ مطبوعہ دہلی کے ص ۳۳۰ پر ہے: یشفع یوم القیمة ثلثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء ۔ روز قیامت انبیاء اور علماء اور شہداء شفاعت کرینگے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ فقہ اکبر مصری کے ص ۳ پر فرماتے ہیں شفاعة الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام حق۔

انبیاء علیہم السلام کا شفاعت کرنا حق ہے لہذا وہابہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے اوران کے عقیدہ کی بنا پر تمام امت مشرک ہے۔

عقیدہ (۱۱) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کے معجزے سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) بسیار چیز ست کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردن می شود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اکمل واقوی ازاں ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۱ ج ۳)

بہت چیزیں کہ مقبولین کی معجزہ یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت وکمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے انبیائے کرام کو جادوگر اور طلسم والے سے گھٹایا اور جادو اور طلسم کو معجزے سے بڑھایا۔ اہل سنت کے نزدیک جادو اور طلسم خارق عادت ہی نہیں۔

چنانچہ تکمیل الایمان کے صفحہ ۵۷ پر ہے: "وبہ حقیقت سحر وطلسمات وشعبدہ از خوارق عادت نبود۔ اور حقیقۃ جادو اور طلسم اور شعبدہ خوارق عادت سے نہیں۔ اسی لئے انکا مثل لاکر دوسرا معارضہ کر سکتا ہے۔

مواہب لدنیہ مصری کے جلد اصفحہ ۳۴۷ پر ہے: السحر المقرون بالتحدی فانہ یمکن

معارضہ بالایمان مثلہ۔ وہ جادو جو دعوی مقابلہ کے ساتھ ہو تو اس کا مثل لاکر معارضہ ممکن ہے۔

اور معجزہ کی یہ تعریف ہے۔شرح عقائد نسفی مطبوعہ انوار محمدی کے ص ۱۹۹ پر ہے:

المعجزۃامر یظھر بخلاف العادۃ علی ید مدعی النبوۃ عند تحدی المنکرین علی وجہ یعجز المنکرین عن الاتیان بمثلہ۔

معجزہ ایسا امر ہے جو خلاف عادت مدعی نبوت کے ہاتھ سے منکروں کے مقابلہ کے وقت اس طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ منکرین اس کا مثل لانے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف اور مقابل ہوا۔

عقیدہ (۱۲) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام چوہڑے چمار ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارات:- ہمارا جب خالق اللہ اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں میں اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اس سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ (تقویۃ الایمان مذکور ص ۲۱)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

مسلمان چونکہ انبیاء و اولیاء سے بھی علاقہ رکھتا ہے اور انھیں بخیال توسل و استمداد پکارتا ہے تو امام الوہابیہ نے اسی کے جواب میں کہا کہ بس خدا ہی کو پکارو اسی سے علاقہ رکھو۔ کسی چوہڑے چمار یعنی انبیاء اولیاء کا کیا ذکر کرتے ہو۔اہلسنت کے نزدیک انبیاء کی محبت اور ان سے علاقہ رکھنا تو ایمان کا کمال ہے جو بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔اور انبیا کو بوقت حاجت بخیال استمداد پکارنا سنت صحابہ ہے۔

شفاء قاضی عیاض میں ہے:ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداہ فانتشرت۔

(از شرح شفا مصری جلد ۲ ص ۴۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پائے مبارک سو گیا تو کسی نے عرض کیا آپ اپنے سب سے پیارے کو یاد کیجئے تو یہ بات دور ہو جائیگی۔تو انھوں نے یا محمداہ پکارا تو پاؤں اچھا ہو گیا۔لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ

عقیدہ اہلسنت کے خلاف بھی ہوا اور اس میں شان انبیائے کرام میں سخت بے ادبی اور گستاخی کی اور اپنی قلبی عداوت ودشمنی کا ثبوت دیا۔

عقیدہ (۱۳) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان مذکور ص۱۶)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے جب ہر مخلوق کو کہا تو انبیاء کو بھی یہ شامل ہوگیا کہ وہ بھی مخلوق ہیں پھر جب لفظ بڑا کہا تو ظاہر ہے کہ مخلوقات میں بڑے انبیاء کرام ہی ہوتے ہیں تو وہابیہ کے نزدک انبیاء کرام چمار سے زیادہ ذلیل قرار پائے اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام اللہ کے نزدیک بڑی وجاہت وعزت والے ہیں۔

قرآن کریم میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا کان عند اللہ وجیھا۔

موسیٰ اللہ کے نزدیک وجاہت والا ہے۔

اور فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ ۔ ترجمہ عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف اور قرآن کریم کے خلاف ہے اور شان انبیا میں سخت توہین ہے اور اہل اسلام کے لئے سخت دل آزاری کا کلمہ۔

عقیدہ (۱۴) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

تقویۃ الایمان ص۶۳

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے انبیاء کو نعوذ باللہ پہلے تو چمار سے زیادہ ذلیل کہا مگر پھر بھی ان میں بنی آدم ہونے کا شرف تھا اس میں ذرہ ناچیز سے کمتر کہہ کر شرف بشری کو بھی ختم کردیا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا ناپاک عقیدہ

۔اب اہلسنت کا عقیدہ دیکھئے کہ شرح شفا شریف مصری کے جلد اص ۳۲۰ پر ہے:

رتبھم اشرف الرتب ای رتب الموجودات ترجمہ انبیاء کے مرتبے تمام موجودات کے مرتبوں سے زیادہ بلند ہیں۔

اسی کے جلد اص ۹۷ پر ہے: الحمید الذی یحمدہ کل احد من مخلوقاتہ وھو حامد لانبیائہ واصفیائہ۔ اللہ وہ حمید ہے کہ جس کی مخلوقات میں سے ہر ایک حمد کرتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء واولیاء کی تعریف کرتا ہے۔لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف بھی ہے اور شان انبیاء میں سخت توہین ہے اور مسلمانوں کے لئے سخت دل آزار ہے۔

عقیدہ (۱۵) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام بوقت وحی بے حواس ہوجاتے ہیں العیاذ باللہ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارات:-اس کے دربار میں ان کا (انبیاء) کا تو یہ حال ہے وہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ رعب میں آکر بے حواس ہوجاتے ہیں اور ادب ودہشت کے مارے دوسری بار اس کی بات کی تحقیق اس سے نہیں کرسکتے۔ (تقویۃ الایمان مذکور ص ۳۴)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک بوقت نزول وحی انبیاء تو بے حواس ہو گئے اور دوبارہ دریافت نہیں کرسکتے تو نہ بے حواسی میں احکام محفوظ رہ سکتے ہیں اور دوبارہ دریافت نہ کرسکے تو نہ احکام شرع حکم الٰہی ہو گئے۔یہ ہے وہابیہ کا عقیدہ اور اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ بے حواسی کو غفلت لازم ہے اور انبیاء غفلت سے معصوم ہیں۔

شرح شفا کے جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ پر ہے: وجب القول بعصمۃ الانبیاء مما ذکر من الجھل باللہ تعالیٰ وصفاتہ ومن السھو واللھو والفترۃ والغفلۃ بعد النبوۃ قطعا۔

انبیاء کا اللہ تعالیٰ اور اس کے صفات کے جہل سے اور سہو اور لہو اور قصر اور غفلت سے معصوم کہنا واجب ہے۔لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہوا اور انبیاء کو بے حواس کہہ کر ان کی شان میں کیسی گستاخی وبے ادبی کی۔

عقیدہ (۱۶) وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیائے کرام سے بڑھ

جاتے ہیں العیاذ باللہ تعالٰی

(عبارت) انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور ص ۵ مصنفہ قاسم نانوتوی۔

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں انبیائے کرام کے لئے صرف امتیاز علمی مانا اور اعمال میں امتیوں کو ان پر بڑھا دیا اور ان کی عملی فضیلت کا انکار کر کے ان کی توہین کی اہلسنت کے نزدیک یہ عقیدہ ہے مدارج النبوۃ مطبوعہ ناصری کے جلد ا صفحہ ۳۶ پر ہے "واعتقاد باید کرد کہ مکارم اخلاق ومحامد صفات از صورت وسیرت وجمیع کمالات وفضائل ومحاسن حاصل است مر تمام انبیاء ورسل را وایشاں راجح وفائق انداز تمامہ افراد بشری ورتبۂ ایشاں اشرف رتب ودرجہ ایشاں ارفع درجات است

اور یہ اعتقاد کرنا چاہئے کہ صورت وسیرت کے تمام بزرگ اخلاق عمدہ صفات اور سارے کمالات وفضائل اور اوصاف تمام انبیاء ومرسلین کو حاصل ہیں اور تمام افراد بشری سے وہ حضرات فائق اور راجح ہیں اور ان کا رتبہ سب رتبوں سے بہت اور انکا درجہ تمام درجات سے بلند ہے لہٰذا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۱۷) وہابیہ کے نزدیک ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل ونظیر ہوسکتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ان خصائص کا انکار کیا جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ومحال ہے۔ جیسے اول مخلوات اور خاتم النبیین سید المرسلین وغیرہ تو وہابیہ نے حضور کا ایک مثل ونظیر نہیں بلکہ کروڑوں مثل جائز مانکر سخت توہین کی اور تمام حضور کے خصائص کا انکار کیا اور اہلسنت کے نزدیک حضور کے عدیم النظیر ہونے پر ایمان لانا ایمان کا کمال ہے۔

مواہب لدینہ مصری کے جلد ا ص ۴۴۸) پر ہے۔ اعلم ان من تمام الایمان به صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ۔

جاننا چاہئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اسپر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی آفرینش اس شان کے ساتھ فرمائی کہ کوئی انسان آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے ہوا نہ بعد میں ہو لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی اہلسنت کے خلاف بھی ہوا اور اس میں سخت گستاخی و بےادبی بھی کی۔

عقیدہ (۱۸) وہابیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع ماننا شرک ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارت:- یا خود پیغمبر کو یوں سمجھے کہ شرع انھیں کا حکم ہے جو جی چاہتا ہے اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور یہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع ماننا اور ان کے حکم کا امت پر لازم ہو جانا یہ دونوں امور شرک قرار دیئے اور اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع مانتے ہیں۔ مدارج النبوۃ کے ص ۱۵۷ پر ہے "احکام مفوض بود بوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہر چہ خواہد حکم کند۔

(اسی صفحہ پر ہے) شارع رامی رسد کہ تخصیص کند ہر کرا خواہد بہر چہ خواہد: ترجمہ احکام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کئے گئے کہ جو کچھ چاہیں حکم فرمائیں شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ جس کسی کو چاہیں جو کچھ چاہیں خاص کر دیں۔ اور قرآن کریم میں ہے ﴿ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا﴾ ترجمہ: رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ تو حضور شارع بھی ہوئے اور انکا حکم امت پر لازم بھی ہوا لہٰذا وہابیہ کا یہ باطل عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۱۹) وہابیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز کے

مختارنہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(۱) جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

(۲) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان ص ۶۶)

(۳) ان کی خواہش نہیں چلتی (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

(۴) کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں (تقویۃ الایمان ص ۳۳)

(۵) خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۱۱)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ کے یہ الفاظ دلخراش ہیں کہ نام اقدس کس بے ادبی سے لکھا اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختار ہونے کا صاف انکار کر دیا اہلسنت کے نزدیک حضور کا نام کتب آسمانی میں مختار ہی آیا ہے اور ان کے اختیارات یہ ہے اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ شریف کشوری کے صفحہ ۳۲ پر ہے "تصرف وقدرت وسلطنت وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ برآن بود وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عز وعلا در حیطہ قدرت وتصرف وے بود" ترجمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور قدرت اور سلطنت مزید براں تھی ملک اور ملکوت جن اور انسان اور تمام عالم اللہ تعالیٰ کے تصرف اور قدرت دینے سے جور کے احاطہ قدرت وتصرف میں تھے۔

مواہب لدنیہ مصری کے ص ۶ پر ہے: اذا رام امرا لا یکون خلافہ۔ ولیس لذلک الامر فی الکون صارف : : حضور جب کوئی بات چاہتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا جہاں میں کوئی پھیرنے والا نہیں ان عبارات سے حضور کا مختار کل ہونا ثابت ہو گیا لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہے اور توہین آمیز ہے۔

عقیدہ (۲۰) وہابیہ کے نزدیک نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا بیل اور گدھے کے تصرف میں ڈوب جانے سے بدتر

(عبارت) صرف ہمت بسوئے شیخ ومثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود است۔

(از صراط مستقیم مجتبائی ص ۸۶ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگر چہ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی سخت توہین کی کہ ان کی طرف خیال لے جانے کو بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کتنے درجوں بدتر ٹھہریا اور اہلسنت کے نزدیک بے ان کے خیال کے نماز ناقص ہے کہ التحیات کا پڑھنا واجب ہے، اس میں۔السلام علیك ایھا النبی ۔اور۔اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ، ہے اور ان کے پڑھتے وقت ضرور حضور کی طرف خیال جائیگا۔

اسی لئے میزان امام شعرانی مصری کے جلد اصفحہ ۱۵۴ پر ہے: انما امر الشارع المصلی بالصلوۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ فی التشھدلینبہ الغافلین فی جلو سھم بین یدی اللہ عز وجل علی شھود نبیھم فی تلك الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ۔

شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عظمت کے ساتھ بیٹھے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں نبی علیہ السلام کو دیکھیں اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ حضور پر سلام عرض کریں لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے اور سخت توہین آمیز ہے۔

عقیدہ (۲۱) وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) فرمایا (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو۔یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کیا میں سجدہ کے لائق ہوں۔(تقویۃ الایمان ص ۶۵)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے ایک جرأت تو یہ کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرکرمٹی میں ملنے والا کہا دوسری دلیری یہ کی کہ اس نے ناپاک قول کا حضور پر افتراء کیا اور مرکرمٹی میں ملنے کا یہ مقصد ہے کہ جسم گل کر خاک ہو اور خاک میں خاک مل جائے اور یہ صریح توہین ہے اہلسنت کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں بحیات جسمانی دنیاوی زندہ ہیں۔

حدیث ابن ماجہ میں ہے: ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ (از مشکوۃ ص ۱۲۱)

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔

مدراج النبوۃ کے صفحہ ۱۵۸ پر ہے: پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ است در قبر خود ہمچنیں انبیاء علیہم السلام۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام

مواہب لدنیہ کے جلد ۱ صفحہ ۴۲۰ پر ہے: قد ثبت ان اجساد الانبیاء لا یبلی۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انبیاء کے اجسام بوسیدہ ہو کر خاک نہیں ہوتے لہٰذا عقیدہ وہابیہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۲۲) وہابیہ کے نزدیک حضور خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں ہیں۔

العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

(تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور مصنفہ مولی قاسم نانوتوی)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا اس کو فہم عوام بتایا کہ فہم خواص کے خلاف ٹھہرا اس کو ناقابل فضیلت قرار دیا اور یہ صریح توہین ہے اور اہلسنت خاتم النبیین کے معنی آخر

الانبیاء ہی کرتے ہیں اور یہی معنی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے۔

امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں یہ حدیث روایت کی۔ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (جامع صغیر مصری جلد ۲ صفحہ ۶۵)

بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیا نہ ماننے والا کافر ہے۔

چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر میں ہے۔ اذ الم یعرف ان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔

(الاشباہ والنظائر مع شرح کشوری صفحہ ۲۶۷)

جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ پہچانا وہ مسلمان نہیں کہ وہ ضروریات دین سے ہے) لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہوا۔

عقیدہ (۲۳) وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم زید وعمر اور ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں چوپایوں کی برابر ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کہ کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وبکر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (از حفظ الایمان مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ مصنفہ اشرفعلی تھانوی)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیسی صریح توہین وتنقیص اور کتنی سخت گستاخی وبے ادبی کی کہ حضور کے علم کو بچوں پاگلوں بلکہ جانوروں وچوپایوں کی برابر ٹھہرایا اور حضور کی علمی فضیلت کی فوقیت کو بالکل میٹ دیا یہ صریح کفر ہے اور اہلسنت کا عقیدہ وہ ہے جو عبارت زرقانی سے عقیدہ نمبر ے میں منقول ہوئی کہ غیر نبی کثرت معلومات اور زیادتی کشف وتحقیق میں نبی سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔

مدراج النبوۃ میں ہے۔ وبود آں حضرت در کمال عقول در مرتبہ کہ نہ رسید آن را ہیچ بشرے جز

وے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۴۸)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال عقل وعلم کے بلند مرتبہ پر ہیں جس تک سوا ان کے کوئی آدمی نہ پہنچ سکا تو جب کوئی عاقل انسان ان کے مرتبہ اعلیٰ تک نہ پہونچ سکا تو بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کا ذکر کر کے انھیں علمی، مساوات کے لئے پیش کرنا توہین ہے اور علمی مساوات بھی جب ہو سکتی ہے کہ علمی کمال کی کوئی ایسی حد ہو جس پر ترقی کی انتہا ہو گئی ہو اور پھر اس حد پر اطلاع حاصل ہو۔

فتاوی حدیثیہ مصری کے صفحہ ۸ پر ہے: ان مقامه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وكماله يقبل الزيادة في العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لاحد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقى فى تلك المقامات العلية والدرجات السنية بما لايطلع عليه ولايعلم كنهه الا الله تعالىٰ۔

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام اور کمال علم اور ثواب اور تمام مرتبوں اور درجوں میں زیادتی کو قبول کرتا ہے علاوہ ازیں حضور کے حدود کمال کی نہ آخری حد ہے نہ کوئی انتہا ہے بلکہ حضور ان مقامات علیہ اور درجات رفعیہ میں ہمیشہ ایسی ترقی فرماتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ ہی مطلع ہے اور وہی اس کی کنہ کو جانتا ہے۔ لہٰذا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمی کمال کی کوئی انتہائی حد ہی متعین نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں۔ تو پھر علم حضور علیہ السلام اور زید وصبی ومجنون اور حیوانات وبہائم سے برابری اور مساوات ثابت کرنا کیسی گندی گالی اور کتنی صریح تنقیص ہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جسے مسلمان کا قلب ایک لمحہ کیلئے برداشت نہیں کر سکتا العیاذ باللہ لہٰذا یہ عقدہ وہابیہ تو بالکل عقیدہ اسلام کے خلاف قرار پایا۔

عقیدہ (۲۴) وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد شیطان اور ملک الموت کا علم ہے العیاذ باللہ

(عبارت) الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے

(براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۵۱ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری)

ص ۵۴ پر ہے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۲)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عملی فضیلت کو اسی طرح گھٹایا تھا کہ امتیوں کے اعمال کو بڑھادیا تھا جس کا ذکر عقیدہ نمبر ۱۶ ر میں گذرا اور عقیدہ نمبر ۲۳ میں حضور کے علم کو نہ فقط عاقل انسان بلکہ بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے برابر ٹھہرایا تھا لیکن اس پر بھی صبر نہ آیا تو اس نے شیطان وملک الموت کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر بڑھادیا اور فضیلت علم کا صاف انکار کردیا تو حضور کو نہ عملی فضیلت میں فوقیت باقی رہی نہ علمی فضیلت میں یہ کیسی صریح توہین وتنقیص اور کتنی سخت تر گستاخی اور بے ادبی ہے العیاذ باللہ اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط زمین کا بعطاء الٰہی حاصل تھا۔

قرآن کریم میں ہے: ﴿ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب﴾

یعنی بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

اور عقل والوں میں سب سے بلند مرتبہ ہمارے حضور کا ہے تو علم زمین حضور کو حاصل ہوا۔

اور حدیث شریف میں ہے: "ان اللہ زوی لی الارض فرائیت مشارقہا ومغاربہا۔

(از مشکوۃ شریف ص ۵۱۲)

حضور نے فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں اس کے مشرقوں ومغربوں کو یعنی تمام زمین کو دیکھا۔ اور حدیث ترمذی میں ہے" فعلمت ما فی السموات والارض"

(مشکوۃ ص ۶۹)

اشعۃ اللمعات میں اس کا ترجمہ لکھا: پس دانستم ہرچہ در آسمان ہا وہرچہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطہ آن۔ (اشعۃ اللمعات ص ۳۳۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا اور یہ

تمام علوم جزئی وکلی کے حاصل ہونے اوران ے احاطہ کرنے سے تعبیر ہے تو ان نصوص سے حضور کا علم محیط زمین کا ثابت ہوگیا۔ اب باقی رہا آپ کا علم الخلق ہونا تو یہ بھی تصریحات سے ثابت ہے۔

مدراج النبوت کے جلد ا ص ۳ پر ہے "وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داناست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفات حق واسماء افعال اثار وجمیع علوم ظاہر وباطن اول واخر احاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ"

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام چیزوں وشیونات ذات الٰہی اور احکام صفات حق اور اسماء افعال واثار کے جاننے والے ہیں اور تمام علوم ظاہر وباطن اول وآخر پر احاطہ فرمائے ہوئے اور ہر ذی علم کے اوپر عالم ہونے کے مصداق ہوگئے"

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوقات سے زائد عالم ہیں اور جو آپ کو مخلوقات سے اعلم نہ جانے تو آپ کی تنقیص شان کرتا ہے۔

چنانچہ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض کے جلد ۴ ص ۳۳۵ پر ہے "من قال فلان اعلم منه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقد عابه ونقصه"

جس نے کہا کہ فلاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے تو اس نے حضور کو عیب لگایا اوران کی تنقیص کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان وملک الموت کو زیادہ علم ثابت کرنا حضور کی شان میں عیب ونقص کرنا ہے جو صریح کفر ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے اور اس میں شان اقدس میں سخت توہین وگستاخی ہے۔

عقیدہ (۲۵) وہابیہ کا کلمہ شریف لا الہ اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور درود شریف اللھم صلی علیٰ سیدنا ونبینا ومولا اشرفعلی ہے

(عبارت) کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام (یعنی اشرفعلی) لیتا ہوں اتنے میں دل ک اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرفعلی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دد

تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے ۔لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی۔ زمین پر گر گیا اورنہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور اثر نا طاقتی بدستور تھا۔لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کی تدارک میں رسول اللہ پر درود شریف پڑھتا ہوں۔لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مو لا نا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں۔خواب نہیں۔لیکن بے اختیار ہوں۔مجبور ہوں۔زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں انتہیٰ بلفظہ۔

الامداد مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ منقولہ سیف یمانی مصنفہ مولوی منظور نعمانی۔

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(از سیف یمانی ص ۳۸)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابی مرید کا تو یہ حال تھا کہ وہ غلط کلمہ پڑھتے ہوئے غلطی کا خیال بھی کرتا ہے صحیح کلمہ پڑھنے کا ارادہ بھی کرتا اور خواب سے بیدار ہو کر بھی اپنی غلطی کا خیال بھی آیا اور بغرض تدارک درود شریف بھی پڑھا اور باوجودیکہ وہ بیدار ہے ہوش حواس درست ہے یہ سمجھ رہا ہے کہ میں غلط کلمے بک رہا ہوں اس کی صحیح کا قصد بھی کر رہا ہے تو پیر تھانوی کو یہ جواب دینا تھا او کمبخت کسی مسلمان سے کلمہ شریف میں خواب میں بھی غلطی نہ ہوتی ہے اور نام اقدس کی جگہ کسی دوسرے کے نام کا وہم بھی نہیں ہوتا اور تیرا حال اور زیادہ خطرناک ہے کہ تو نے دو تین بار اپنی غلطی کی تصحیح کرنی چاہی اور پھر صحیح کلمہ زبان پر ادا نہ ہوا۔اور پھر اے خبیث تو نے بیدار ہو جانے کے بعد بدرستی ہوش وحواس درود شریف میں کلمہ نبی کے بعد میرا نام اشرف علی لے کر کفر بکا اور دن بھر یہ کفر بکتا رہا اور اپنی مجبوری زبان اور بے اختیاری کا جھوٹا عذر کرتا ہے۔تو جلد استغفار و توبہ کر مجھے تیرے سوال سے سخت تکلیف ہوئی۔خبردار آئندہ ایسی بات جلد پھر نہ ہونے پائے

۔مگر پیر نے بجائے اس کے اس مرید کو اور پختہ کر دیا اور یہ کہہ کر خوب جمادیا کہ میرا متبع سنت ہونے کی تسلی اسی طرح ہوئی کہ تو کلمہ لا الہ الااللہ اشرفعلی رسول اللہ کو اور درود اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مو لا نا اشرفعلی کو خوب پڑھا کر اور پیر کے متبع سنت ہونے کی تسلی ایک مرید کو کیا تمام مریدین ہی کو چاہئے تو یہ تعلیم ہے کہ سارے مریدین یہی کلمہ اور یہی درود ہمیشہ پڑھا کریں اسی لئے یہ خط چھاپا اور شائع کیا ہے۔اہلسنت کے نزدیک ہر دعوی بے اختیاری پر دلیل شرعی درکار ہے اور ظاہر ہے کہ شخص مذکور کے سر پر کوئی تلوار لئے ہوئے نہ تھا جس سے مجبوری ہوتی۔نہ اس نے اپنا شراب پیناذکر کیا جس کی بنا پر اس کی زبان قابو میں نہیں تھی۔اور زبان بہکنے کی حالت ایک حرف یا ایک آدھ کلمہ کیلئے ہوتی ہے اور منٹ دو منٹ تک رہتی ہے نہ کہ دن بھر بہکے۔دوسرے دن زبان اور دل میں لڑائی رہے کہ دل تو تصحیح چاہتا اور زبان ایک مستقبل حیوان تھی جو سرکشی کرتی رہی اور دن بھر قابو میں نہ آئی اور کفر ہی بکتی رہی۔لہذا ایسا زبان بہکنے کا دعوی نہ عذر ہو سکتا ہے اور نہ قابل قبول اور نہ اس سے راضی ہونے والے کفر سے بچ سکتے ہیں۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں ”لا یعذر احد فی الکفر بالجھالۃ و لا بدعوی زلل اللسان“ (شرح شفا مصری جلد۲ص۴۲۹)

اس کی شرح نسیم الریاض میں ہے ”واقحم لفظ دعوی فی قولہ دعوی زلل اللسان لان مرادہ انہ اذا تکلم بذلک و شھداظاھر حالہ علی قصدہ ثم قال انما قلتہ زللا لا تقبل منہ قولہ (نسیم الریاض جلد۲ص۳۸۹)

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ کفر میں نادانی اور زبان بہکنے کا دعویٰ کرنے سے کوئی شخص معذور سمجھا نہیں جاتا جب اس نے کفری قول کہا اور ظاہر حال اس کے قصد کی شہادت دیتا ہے پھر اس نے یہ کہا میں نے تو سے زبان بہکنے کے حال میں کہا تو اسکی یہ بات مقبول نہیں ہوگی لہذا وہابیہ کے نزدیک تھانوی کے متبع سنت ہونے کی تسلی جب ہی حاصل ہوگی کہ کلمہ اور درود شریف میں اشرفعلی کا نام لیا کریں اور اس کو نبی اور رسول کہا کریں اور عقیدہ اہلسنت میں اشرفعلی کو نبی یا رسول کہنا صریح کفر ہے تو وہابیہ کا یہ کلمہ اور درود اہلسنت کے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور درود شریف اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مو لا نا محمد کے بالکل خلاف ہے۔

تبلیغی جماعت صرف کلمہ شریف کی کیوں تبلیغ کرتی ہے

اس چودھویں صدی میں صرف تبلیغ کلمہ شریف کے نام سے یہ جماعت بنائی گئی اور ان لوگوں نے

اس کو قائم کیا ہے جن کا پرانا اصول یہ ہے کہ جو چیز بایں ہیئت کذائی قرون ثلثہ میں نہ پائی جائے تو وہ بدعت وضلالت ہے اور روایات صحیحہ سے قرون ثلثہ میں اہل اسلام ہی کے لئے صرف کلمہ شریف کی تبلیغ ہی کے لئے بایں ہیئت کذائی کسی جماعت کا وجود ثابت نہیں تو اصول وہابیہ کے لحاظ سے اس تبلیغی جماعت کا قیام بدعت وضلالت ٹھہرا اور اس جماعت کے تمام افراد بدعتی وضال قرار پائے۔

لیکن لطف یہ ہے کہ ادھر تو وہابیہ خاص کلمہ شریف کی مجلس یعنی مجلس سوئم کو منہ بھر بھر کر بدعت سیئہ کہیں اور پنجوقتہ جماعت نماز کے بعد کلمہ شریف ہی کی تبلیغی جماعت کو مجاہدین اسلام کے نام سے پکاریں اوران جاہلوں دہاتیوں کو صحابہ کرام سے افضل کہیں ۔اوران نااہل مبلغین کا انتہائی اعزاز کریں۔ان جہال کو مسند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر واعظ بنا کر بٹھائیں ۔اوران کے ایسے بیانات کرائیں جو غلط روایات صحابہ کرام کے بے اصل واقعات لغو حکایات ، باطل عقائد، غلط مسائل پر مشتمل ہوں ۔اور وہابیہ کے وہ علماء ان بیانات کو سنیں جو صحیح روایات سے بھی میلا د شریف اور ذکر شہادت کے بیان کو حرام کہتے ہیں اور وہ علماء وہابیہ نہ بھی مبلغین تبلیغی جماعت کے غلط بیانات پر گرفت کریں ۔نہ بیان پر کسی طرح کا فتوے لگائیں بلکہ ان کی تبلیغ کو اسلامی تبلیغ کہیں اوران کی ہر غلطی کی تصحیح کرنے کی امکانی سعی کریں۔

مسلمانو! دکھانا یہ ہے کہ جنھوں نے ہمیشہ کلمہ شریف پڑھنے کو بدعت سیئہ قرار دیا ہے وہ آج صرف کلمہ شریف ہی کی تبلیغ کے لئے جماعت تیار کررہے ہیں تو وہ حقیقۃ دجل وفریب مکر وکید ہے کہ اس کے پیچھے وہ وہابیت کی تبلیغ کی جارہی ہے اور عوام میں اپنا اعتماد و پیدا کیا جارہا ہے اور اس ذریعہ سے وہابیت کے خلاف پھیلی نفرت کو دور کرنا مقصود ہے ۔اور ناواقفوں کے قلوب میں اپنی نمائشی خدمات سے اثرات پیدا کرنے منظور ہیں ۔اور اس کے ضمن میں علماء وہابیہ کی عظمت و وقار قائم کرنا اور علماء اہلسنت و جماعت سے بیزاری ونفرت پیدا کرنا ہے۔

تبلیغی جماعت کا دعوی

اس تبلیغی جماعت کا دعوی تو یہ ہے کہ ہماری جماعت صرف کلمہ شریف ہی کی تبلیغ کرتی ہے اور بھی اہلسنت اور وہابیہ کے اختلافی عقائد ومسائل کا ذکر نہیں کرتی ۔لیکن یہ صریح کذب اور جھوٹ ہے اور واقعہ اس دعوے کے بالکل خلاف ہے۔ میں خود اپنا مشاہدہ پیش کرتا ہوں کہ وہ علاقہ میوات جہاں سے اس جماعت کی ابتدا ہوئی اور اس وقت اس کا مرکز قصبہ نوح بنا ہوا تھا میں میوات کے قصبہ نوح میں پہنچا اور چند جگہ دورہ کیا۔لہذا میں نے اس نوح اوراس کے گردو نواح میں دیکھا کہ جہاں جہاں اس تبلیغی جماعت

کا زیادہ دورہ ہوا ہے تو وہاں کے لوگ وہابی ہو گئے اور ایسے سخت وہابی ہوئے کہ شب میں کئی مرتبہ ہم لو گوں پر حملہ آور ہوئے۔ ہمارے میزبانوں نے رات بھر ہمارا پہرہ دیا بلکہ جس کو شک ہو تو وہ آج بھی ہر اس مقام پر جا کر تحقیق کر لے جہاں اس جماعت کی زیادہ آمد ورفت ہے تو اسے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہو جائی گی کہ یہ کلمہ شریف کی تبلیغ نہیں ہے بلکہ درحقیقت وہابیت کی تبلیغ اور کلمہ شریف کا صحیح کا نام لیکر اہلسنت سے گفتگو کا ذریعہ پیدا کیا جارہا ہے۔

چنانچہ سوانح میں صاف لکھدیا۔

انھیں اس کلمہ ہی کے ذریعہ تقرب پیدا کیا جائے اور اسی کے ذریعہ خطاب کیا جائے۔

(از سوانح ص ۲۷۶)

تو اس عبارت سے صاف اور نہایت روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ تبلیغ میں کلمہ شریف کا نام محض براہ فریب لیا جاتا ہے اور اس کو فقط اہلسنت سے خطاب وگفتگو کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور دراصل وہابیت کی تبلیغ کرنا اس جماعت کا مقصد اعظم ہے۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کر لیجئے تو یہ تبلیغی جماعت جہاں پہونچتی ہے وہاں اپنی حیثیت مبلغ وواعظ ہونے کی ظاہر کرتی ہے پھر اگر وہاں کے ساکن اس جماعت سے دریافت کریں کہ میلاد شریف گیارھویں شریف فاتحہ عرس کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ تو اگر اس جماعت کے مبلغین کچھ جواب نہیں دیتے ہیں تو ان کی مولویت اور مبلغیت ختم ہوئی جاتی ہے۔ لہٰذا اپنے وقار کے باقی رکھنے کے لئے ضرور جواب دینگے۔ پھر اگر ان چیزوں کو جائز کہتے ہیں تو خود اپنے ضمیر ومسلک کے خلاف اور اپنے بانی جماعت کے عقیدہ ومذہب کیخلاف ہے تو یہ کیسے ممکن ہے۔ تو لامحالہ ان سب امور کو بدعت سیئہ اور ناجائز وحرام بتائیں گے لہٰذا یہی تو وہابیت کی تبلیغ ہوئی۔

اب باقی رہا ان کا یہ فریب کہ یہ صرف کلمہ شریف ہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جماعت تمام اہل سنت کو اپنی مذہبی کتابوں کی رو سے مشرک اور کافر جانتی ہے۔ تقویۃ الایمان میں امام الوہابیہ نے صاف لکھدیا۔

جو کوئی کسی انبیاء واولیاء کی اماموں یا شہیدوں کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے اپنی اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش پیر بخش رکھے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے ہاتھ باندھ کر التجا کرے وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر

کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤنگا (اسی قسم کی بہت سی چیزیں شمار کر کے یہ حکم لکھا) سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (دیکھو تقویۃ الایمان ص۱۲ تا ۱۴)۔

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ انبیاء و اولیاء کی نذر کرنے والا مشرک ہے۔ مشکل کے وقت یا رسول اللہ یا علی یا غوث پکارنے والا مشرک ہے۔ عبدالنبی، عبدالرسول، غلام نبی، غلام رسول، غلام علی، غلام امام، غلام حسن، غلام حسین، غلام غوث، غلام محی الدین، غلام معین الدین، نبی بخش، علی بخش، امام بخش، حسین بخش، مدار بخش، سالار بخش، پیر بخش، وغیرہ نام رکھنے والے مشرک ہیں۔ قبر کو بوسہ دینے والا مشرک۔ قبر پر مورچھل جھلنے والا مشرک۔ قبر پر شامیانہ کھڑا کرنے والا مشرک۔ اس پر ہاتھ باندھ کر دعا کرنے والا مشرک۔ قبر کے گرد پیش کا ادب کرنے والا مشرک۔ قبر کی طرف دور دور سے قصد کر کے جانے والا مشرک۔ قبر پر روشنی کرنے والا مشرک۔ قبر پر غلاف ڈالنے والا مشرک۔ لہٰذا اس عبارت سے تمام اہلسنت و جماعت مشرک قرار پائے۔

نیز تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان میں صاف لکھا۔

اس زمانہ میں ہندوستان مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور جہاں اس میں گفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت بندوقیں چھوڑنا، چھٹی کرنا، بسم اللہ کرنا، شادی کی منگنی کرنا، سہرا باندھنا، محرم کی محفلیں کرنا، ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا، اور جب وہ ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہو جانا، ربیع الثانی کی گیارھویں کرنا، شعبان میں حلوا پکانا، رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع پڑھنا، عید کے روز سویاں پکانا، اور بعد نماز عیدین کے بغل گیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا، کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا، اور کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا، قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا، اور تیجہ دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس تک کرنا قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا، قبروں پر تاریخ لکھنا، وہاں چراغ جلانا، دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا، اور توشے کرنا اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا (اور بہت سی چیزیں شمار کر کے سب کا حکم یہ دیا) جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لیا چاہئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں۔

(تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان ص۸۶ تا ۸۸)

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ بوقت پیدائش بندوقیں چھوڑنے والا کافر۔ چھٹی کرنے والا کافر۔ بسم اللہ کی محفل کرنے والا کافر۔ منگنی کرنے الا کافر۔ سہرا باندھنے والا کافر، محرم کی محفلیں کرنے والا کافر، مولود شریف کی محفل کرنے والا کافر، قیام کرنے والا کافر، گیارھویں کرنے والا کافر، شعبان میں حلوا پکانے والا کافر، خطبہ الوداع پڑھنے والا کافر عید کی سویاں پکانے والا کافر، عیدین کا معانقہ کرنے والا کافر، مصافحہ کرنے والا کافر کفن کے ساتھ جا نماز بنانے والا کافر۔ اور چادر بنانیوالا کافر، کفنی پر کلمہ لکھنے والا کافر قبر میں قل کے ڈھیلے رکھنے والا کافر اور شجرہ رکھنے والا کافر، تیجہ کرنے والا کافر دسواں کرنے والا کافر، چالیسواں کرنے والا کافر چھ ماہی کرنے والا کافر برسی کرنے والا کافر عرس کرنے والا کافر، قبر پر چادر ڈالنے والا کافر، مقبرہ بنانے والا کافر، قبر پر تاریخ لکھنے والا کافر۔ قبر پر چراغ جلانے والا کافر قبر پر سفر کر کے جانے والا کافر، توشہ کرنے والا کافر، مقلد کے لئے تقلید کو کافی جاننے والا کافر۔

یہ وہابیہ کی کفر کی مشین ہے اس سے تمام اہلسنت و جماعت کافر ٹھہرے تو وہابیہ کی ان ہر دو شرک و کفری مشینوں سے تمام اہل اسلام مشرک و کافر قرار پائے اور کوئی سنی العقیدہ ان کے نزدیک مسلمان نہیں رہا۔

یہ تبلیغی جماعت اسی بنا پر اہلسنت کو کلمہ شریف کی تلقین کر کے اپنے ہم خیال اور مذہب کے حکم سے پہلے اپنے نزدیک مسلمان بناتی ہے اور کلمہ شریف کی اس بنیاد پر تبلیغ کرتی پھرتی ہے۔

مسلمانو! یہ ہے اس الیاسی تبلیغی جماعت کے صرف کلمہ شریف کے تبلیغ کرنے کی حقیقی بنیاد اور اصلی وجہ۔ ورنہ مسلمانوں میں آج تک صرف کلمہ شریف کی تبلیغ کیلئے کوئی جماعت نہ قرون ثلثہ میں بنی نہ اور کسی صدی میں تیار ہوئی بلکہ اس کلمہ والی جماعت کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ یہ مسلمانوں میں اپنا اثر واقتدار اور اعتماد واعتبار پیدا کرنے کے بعد اپنا خاص مذہبی دیوبندی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی تبلیغ کریگی اور دیوبندی عقائد و مسائل کی تعلیم دے گی اور عوام اہلسنت کو وہابی بنائیگی اور عقائد اہلسنت اور احکام دین کو شرک و کفر اور بدعت و حرام ٹھہرائیگی کیونکہ اس جماعت کو اسی مقصد کیلئے بنایا گیا ہے۔

الیاسی تبلیغی جماعت صرف نماز ہی کی کیوں تبلیغ کرتی ہے

ہمارے نزدیک افضل العبادات اہم الفرائض احب الاعمال نماز ہے اور اس کی تاکید اور مداومت کے ذکر میں اکثر احادیث وارد ہیں۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اس کا ایک ہی وقت کا قصداً

چھوڑنے والا فاسق ہے تو نماز کی تبلیغ جس طرح ضروہ اسی طرح اور فرائض کی تبلیغ بھی ضروری ہے مثلا اس مانہ میں زکوۃ نہ دینے والے تارکین صلوہ سے زیادہ ہیں بلکہ ایسے بھی بکثرت مسلمان موجود ہیں جو صوم وصلوۃ کے تو بہت پابند ہیں لیکن زکوۃ کے نام سے ایک پیسہ نہیں دیتے اسی طرح اور فرائض کتنے ترک کئے جارہے ہیں اور کس قدر مناہی ومحرمات کا ارتکاب کیا جارہا ہے تو اس پرآشوب دور کا اقتضا تو یہ تھا کہ ہر فرض کے امتثال کے لئے تبلیغ کی جائے ہر منکر ومحرم سے بچانے کی سعی کی جائے۔

لیکن تبلیغی جماعت کی تمام کوشش پوری سعی صرف تبلیغ صلوۃ کے لئے اس حقیقت پر مبنی ہے کہ تمام اہلسنت وجماعت اپنی نمازوں میں باوجود توجہ تام الی اللہ کے ہر ہر رکن نماز میں موافقت فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رکھیں کہ ہمارا قیام وقراۃ رکوع وسجود قومہ وقعود کوئی فعل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال کے خلاف نہ ہو تو ان کا کوئی رکن خیال رسول اللہ سے خالی نہیں ہو۔ تو پھر الحمد شریف میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور ان آیات میں جن میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحۃ ذکر ہے بقصد تعظیم وتوقیر حضور کی طرف قصدا خیال ہوتا ہے۔ اور تشھد میں السلام علیک ایھا النبی اور اس کے بعد درود شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف عظمت ووقار کے ساتھ ساتھ خیال جاتا ہے۔ نیز بوقت سنتوں کی نیت کے جب یہ کہتا ہے کہ سنت رسول اللہ کی تو حضور کا خیال آتا ہے اور تبلیغی جماعت نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے کو نہ فقط مکروہ وحرام بلکہ کفر وشرک کہتی ہے۔

چنانچہ ضمن عقائد میں صراط مستقیم کی عبارت میں صاف منقول ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

نماز میں زنا کرنے کا وسوسہ اور اپنی بیوی سے جماع کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر اور اس کے ما نند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کتنوں درجے بدتر ہے کہ ان کا خیال انسان کے دل میں تعظیم وتوقیر کے ساتھ قرار پکڑتا ہے بخلاف گدھے اور بیل کے خیال کے کہ ان سے نہ تو ایسی چسپید گی ہو تی ہے نہ ان کی ایسی تعظیم کی جاتی ہے بلکہ یہ ذلیل وحقیر ہیں اور نماز میں غیر خدا کی تعظیم وتوقیر کا ملحوظ ومقصود ہونا شرک کی طرف کھینچتا ہے۔ (صراط مستقیم مجتبائی ص ۸۶ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی)

اس عبارت نے یہ بات ظاہر کر دیکہ ان تبلیغی وہابی جماعت کے نزدیک تمام اہلسنت کی نمازیں عبادت نہیں ہیں بلکہ کفر وشرک ہیں اور سب اہلسنت وجماعت کافر ومشرک ہیں اس بنا پر تبلیغی جماعت

کے بانی نے اہلسنت کی نمازوں کو قابل اصلاح ولائق تبلیغ ٹھہرایا اور صرف نماز ہی کی تبلیغ کی خاطر یہ مبلغین کی جماعت تیار کی ہے جو لوگوں کو اپنا یہی مذہب اور عقیدہ تعلیم دیگی کہ نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کا لیجانا وسوسۂ زنا اور جماع زوجہ کے خیال سے بدتر ہے اور گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے کتنے درجے بدتر ہے۔ لہٰذا یہ تبلیغی جماعت اتنی تو کھل کر تعلیم کرنے لگی ہے کہ سنتوں کی نیت کرتے وقت صرف سنت ہی کہا کرو اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز مت کہو باوجودیکہ مسلمان اگر صرف سنت بھی کہتا ہے تو اس سے اس کی مراد سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے لیکن وہابی تبلیغی جماعت نے صاف کھل کر کہہ دیا کہ سنت رسول مت کہو بلکہ صرف سنت کہا کرو حالانکہ وقت نیت خارج صلوٰۃ کا وقت ہے تو جب یہ لوگ خارج نماز میں بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لینا گوارہ نہیں کرتے تو نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے کو کس طرح گوارہ کر سکتے ہیں بلکہ یہ صاف طور پر اس کو شرک جانتے ہیں۔

مسلمانو! اب سمجھو کہ اہلسنت وجماعت کی نماز میں اور اس تبلیغی جماعت کی نماز میں کس قدر زبردست فرق ہے جو لوگ اپنی ناواقفی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ نماز میں تو کوئی اختلاف اور فرق نہیں ہے وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اہلسنت کی نماز اس تبلیغی جماعت کے نزدیک نہ صرف عبادت ہی نہیں ہے بلکہ شرک ہے اسی بنا پر یہ وہابی جماعت ناواقف اہلسنت کو پہلے کلمہ پڑھوا کر مسلمان کرتی ہے پھر انہیں نماز کی تبلیغ کرتی ہے اور وہابی نماز سکھاتی ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے اور ان کی متابعت اور موافقت کا تصور نہ پیدا ہو۔ بالجملہ ان کے صرف تبلیغ صلوٰۃ میں یہ راز ہے نیز تبلیغ صلوٰۃ کا نام لیکر اہلسنت کو وہابی دیوبندی بنانا مقصود ہے۔ چنانچہ خود الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت نے صاف طور پر کہا:

سوانح میں ہے۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم (یعنی دیوبندی قوم) پیدا کرنی ہے۔ (سوانح ص ۲۲۶)

اس عبارت سے بانی جماعت کا مدعا اور غرض صاف طور پر ظاہر ہوگئی کہ اس تبلیغی جماعت کے وفود اور دورے نماز کی تبلیغ کے لئے ہرگز ہرگز نہیں ہیں تبلیغ صلاۃ کو براہ فریب عوام اہلسنت سے ربط

وملاقات کرنے اوراپنی طرف متوجہ کرنے کا وسیلہ وذریعہ بنا رکھا ہے بلکہ یہ ساری نقل وحرکت تبلیغ واشاعت ہی کے پردہ میں نئی قوم (وہابی جماعت) کے بنانے کیلئے ہے لہذا ہمارے ناواقف عوام اہلسنت وجماعت ان کے تبلیغ صلاۃ کے فریب میں نہ پھنسیں اوران کے طریقہ نماز کو نہ سیکھیں اوران کی جماعت کی شرکت سے دور بھاگیں۔اوران کی پرفریب باتوں کو نہ سنیں اوران کی مجالس وعظ میں ہرگز شرکت نہ کریں۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا سفید جھوٹ

اس جماعت کے مبلغین اور ہوا خواہ نہایت جرأت ودلیری سے یہ کہہ دیا کہ کرتے ہیں کہ ہم یہ تبلیغی خدمات لوجہ اللہ کرتے ہیں۔ایک پیسہ اس وقت کے مقابلہ میں نہیں لیتے ہیں۔ہم پیدل سفر کرتے ہیں۔کسی کا کھانا نہیں کھاتے ہیں۔کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیتے ہیں۔تو سوا ان ناواقف چند حضرات کے جواپنے فوری جذبہ کے تحت دو چار دن یا ہفتہ دو ماہ دیتے ہیں اور جس قدر پرانے پرانے مبلغین برابر کام کرنے والے ہیں۔وہ سب تنخواہ دار ہیں۔ان کو سفر خرچ اور کھانے پینے کا صرفہ اور ماہانہ تنخواہ دلی کے دفتر سے ملتی ہے۔اس کی کافی ثبوت دستیاب ہو چکے ہیں۔اسی طرح ریل گاڑی اور موٹروں میں سفر کرتے ہیں جن کے بہت سے مشاہدے پیش کئے جا سکتے ہیں۔یہ جماعت جہاں قیام کرتی ہے وہاں کے لوگ ان کو کھانا کھلاتے ہیں اور یہ خوب کھاتے ہیں۔اوراگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یہ خود کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیتے لیکن یہ لوگوں کو اپنے مرکز دہلی میں چندہ بھیجنے کی تو ترغیب دلاتے ہیں اور وہ مرکز اس چندہ کو ان پر خرچ کرتا ہے تو کیا اس تبلیغی جماعت نے قوم مسلم کا پیسہ نہیں لیا اور چندہ سے ان کی پرورش نہیں ہو رہی ہے۔

یہ بھی واضح رہے ہمارا ان کے تنخواہ دار ہونے اور سفر خرچ لینے پر اعتراض مقصود نہیں ہے کہ جو شخص اپنا دن رات اس کام میں خرچ کریگا تو وہ اپنے اوراپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے پر مجبور ہے کہ جس کام میں اپنا سارا وقت گذارتا ہے تو اس محکمہ سے اس قدر رقم حاصل کرلے۔چنانچہ یہ تمام سلف وخلف،خلفاء اورامراء،قضاۃ وفوج کا معمول رہا ہے۔دکھانا یہ ہے کہ یہ مبلغین حقیقت پر پردہ ڈالنے واقعات کے چھپانے تنخواہیں لیکر مکرنے سفری خرچ حاصل کر کے انکار کرنے سواریوں پر سفر کرنے کے باوجود پیدل چلنے دعوتیں کھا کر جھوٹ بولنے اپنا تقویٰ جتانے اپنے تقوے کے گیت گانے۔صریح جھوٹ بولنے،خلاف حقیقت ظاہر کرنے کی کیوں عادی ہیں۔کیا ان باتوں سے تبلیغ میں چار چاند لگ جاتے

ہیں۔ یا ان کے امور کے اظہار سے لوگوں کا کلمہ جلد صحیح ہو جاتا ہے۔ یا وہ نماز جلد سیکھ لیتے ہیں۔ تو ثابت ہو گیا کہ ان باتوں سے اس جماعت کا مسلمانوں کو فریب دینا مغالطہ دینا مقصود ہے ورنہ ایسے صریح جھوٹوں سے قوم کو کیا فائدہ پہنچا بلکہ خود ان کی عاقبت خراب ہوئی۔

الیاسی تبلیغی جماعت کی نمائش ونمود

تبلیغی کام گزشتہ صدیوں میں بھی ہمیشہ ہوئے اور ان کی تبلیغ سے صدہا بلکہ ہزارہا غیر مسلم مسلمان ہوئے لیکن وہ مبلغین نہ اپنے کارناموں کے اعلان جتایا کرتے۔ نہ ان کی کسی ادا میں نمود تھا۔ نہ کسی بات میں نمائش تھی۔ نہ ان کی تبلیغی نقل وحرکت میں شہرت پسندی کا شائبہ تھا۔ نہ وہ اپنی تکالیف صعوبتوں کے خطبے اور وعظ کہتے تھے۔ نہ اس راہ میں پیدل چلنے کے واقعات سناتے تھے۔ نہ اپنے تقدس اور تقوے کے درس دیتے تھے۔ نہ اس میں کسی عالم دین کے متعلق پروپیگنڈ کرتے تھے۔ بلکہ ان کی تبلیغ لوجہ اللہ تھی ان کا ہر طریقہ نمود ونمائش سے پاک تھا۔ ان کا ہر کام عجب وریا سے دور تھا۔ ان کی ہر بات شہرت واعلان سے جدا تھی۔ وہ اپنی تکالیف کا اظہار کرنا سبب حبط عمل جانتے تھے۔ وہ اپنے تقدس اور تقوے کا اعلان موجب بطلان سمجھتے تھے۔ وہ جو خدمت دین کرتے تو مخلوق کے دکھانے کے لئے نہیں کرتے تھے۔ وہ تبلیغی کارنامے رضائے الہی کے لئے تھے۔

لیکن آج جب اس تبلیغی جماعت کے حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سب کام محض نمود ونمائش کیلئے ہیں۔ ان کے تمام امور فقط شہرت واعلان کے لئے ہیں۔ ان کی ساری نقل وحرکت صرف ریا وخود نمائی کیلئے ہے۔ چنانچہ وہ دیہات جہاں نہ علماء پہنچتے ہیں نہ ان تک کوئی مذہبی آواز پہنچتی ہے وہاں کے مسلمان صرف نام ہی کے مسلمان ہیں جو تبلیغ کے سخت محتاج ہیں۔ تو ایسے مقامات پر یہ تبلیغی جماعت نہیں پہنچتی۔ بلکہ ان کو جب دیکھو تو شہروں میں موجود ہیں۔ بازاروں میں چکر لگاتے ملیں گے۔ جامع مسجدوں میں وعظ کہتے نظر آئیں گے۔ مسلم محلوں میں گشت کرتے ہوئے دکھائی دینگے۔ اور اپنے وعظوں میں بجائے تبلیغ دین کے اپنا پیدل چل کر آنا اپنی جماعت کے کارنامے سنانا۔ اپنے تقدس وتقوے کا ذکر کرنا۔ علماء دیوبند کے گیت گانا۔ وہابی پیشواؤں کی تعریفیں کرنا ہے۔ جماعت کے بانی الیاس صاحب کا پروپگنڈا کرنا۔ دہلی جانے کی ترغیب دینا۔ ان کے نزدیک تبلیغ دین ہے۔ اسی کی اشاعت کرنا خدمت اسلام ہے۔

تو اس جماعت کے مبلغین کا ان شہروں میں آنا جن میں حجاج حفاظ علماء بکثرت موجود ہوں۔

جن میں مذہبی مدارس جاری ہوں ۔ جہاں واعظین برابر آتے جاتے ہوں ۔ جلسے اور تذکیر واعظ ہوتے ہوں ۔ جن کے اکثر مسلمانان جاہل مبلغ سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں ۔ پھر جامع مسجدوں میں ان کا قیام کرنا ۔ بازاروں میں گروہ بنا کر پھرنا ۔ مسلم محلوں میں گشت لگانا ۔ نمود ونمائش نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وہابیہ کی تبلیغی جماعت کا ہر فعل نمود کے لئے ہے ۔ ہر کام نمائش کی غرض سے ہے ۔ ہر عمل ریا کیلئے ہے ۔ ہر نقل وحرکت شہرت کیلئے ہے ۔ ہر بات اعلان کے لئے ہے ۔ تو یہ ہے ان کی نام نہاد تبلیغ کی حقیقت اور یہ ہے ان کے کارناموں کی نمائشی حالت ۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے فریب سے محفوظ رکھے آمین ۔

الیاسی تبلیغی جماعت علماء پر مشتمل کیوں نہیں

یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ تبلیغ کرنا علما کا منصب ہے شرعا جہال نہ کبھی اس کے اہل تھے نہ ہو سکتے ہیں ۔ مگر الیاسی جماعت کا یہ طریقہ امتیاز یوں ہے کہ وہ اپنے وفود میں جہال کو منتخب کرتی ہے ۔ پڑھے لکھے چند آدمی برائے نام ہمراہ کر دیتے ہیں جن کا وقت پر کبھی مظاہرہ کرا دیا جاتا ہے لیکن اس جماعت میں اکثریت ایسے جاہلوں کی ہوتی ہے جنھیں نماز تو کیا صحیح طور پر طہارت کرنی بھی نہیں آتی ۔ اس انتخاب میں اس الیاسی جماعت کی نہایت گمراہی سازش یہ ہے کہ اگر ان کے علماء تبلیغی دورے کرتے ہیں اور وفود کو صرف علماء پر مشتمل رکھا جاتا ہے تو اہلسنت ان کو پہچان لیں گے کہ وہ وہابی دیوبندی علماء ہیں ۔ یہ لوگ جب تبلیغ کے لئے آتے ہیں تو وہابی اور دیوبندیت ہی کی تبلیغ کرینگے ۔ تو اہلسنت نہ ان کے دام فریب میں پھنسیں گے ۔ نہ ان کے وعظ سنیں گے بلکہ ان سے نفرت کرینگے ۔ ان سے مسائل مختلف فیہا وعقائد دیوبندیہ کی بحث کریں گے ۔ نیز اہلسنت اگر ان علماء کو مجلس ومیلاد شریف محفل گیارھویں شریف عرس فاتحہ رسوم کی شرکت کی دعوت دیں گے تو یہ علماء اپنی مذہبی ذمہ داری کی بنا پر جب ان امور کو بدعات کہتے ہیں تو ان میں ہرگز شرکت نہیں کرینگے ۔ تو عوام اہلسنت بھی ان سے واقف ہو جائینگے کہ یہ لوگ وہابیہ دیوبندیہ ہیں ۔ ان کی کوئی بات ہی نہ سنے گا ۔ لہٰذا علماء کے مبلغین مقرر کرنے میں مذہب وہابیت کی تبلیغ نہ ہو سکے گی ۔ اور اہلسنت ان کے دام تزویر میں نہ پھنس سکیں گے ۔ اسی نظریہ کے ماتحت الیاسی جماعت نے جہال کو مبلغین مقرر کیا کہ اہلسنت نہ تو ان غیر معروف جاہلوں کو پہچانتے ہیں ۔ نہ یہ اپنی وہابیت کا اظہار کرتے ہیں ۔ نہ کسی نئی جگہ عقائد وہابیہ کو بتاتے ہیں ۔ نہ یہ کم علم مسائل مختلف فیہا میں بحث کر سکتے ہیں ۔ نہ کسی کو وہابیہ کے بیان سنا سکتے ہیں ۔ پھر اگر اہل سنت کو کہیں فاتحہ سوم میں میں شریک کرنا چاہیں گے تو یہ بے تکلف شریک بھی ہو جائینگے ۔ عرس کی تقریب میں بھی بے تأمل کے شامل ہو جائینگے ۔

گیارھویں شریف کا کھانا بھی یہ لوگ کھالیں گے۔ محفل میلاد شریف میں بھی یہ شریک ہو جائیں گے۔ قیام بھی کرلیں گے۔ اور اگر کہیں خود میلاد شریف پڑھنے کا موقع آ گیا تو بلا تکلف میلاد کا بیان بھی کر دیں گے۔ اور قیام بھی کرلیں گے کہ یہ لوگ وہابیت کے کوئی ذمہ دار شخص نہیں ہیں۔ تو جہال الیاسی جماعت کے فریب میں عوام پھنس سکتے ہیں کہ یہ تو ہمارے ساتھ میلاد شریف میں شریک ہوتے ہیں۔ انھوں نے قیام کیا ہے۔ انھوں نے گیارھویں شریف میں شرکت کی ہے۔ یہ عرس میں شامل ہوتے ہیں۔ انھوں نے خود فاتحہ دی ہے۔ اور اس کا کھانا کھایا ہے۔ لہٰذا یہ کیسے وہابی ہو سکتے ہیں۔ تو یہ جاہل مبلغین کہیں تو اس طرح اپنے مذہب پر پردہ ڈال کر اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ کہیں اپنی بے خبری اور ان اختلاف سے لاعلم بن کر اپنا الوسیدھا کر لیتے ہیں۔ تو جہاں جیسا دیکھا ویسا ہی بن کر اپنا اعتبار پیدا کر لینا یہ کام ان جیسے جہال ہی کر سکتے ہیں۔ اسی مصلحت کی بنا پر اس الیاسی جماعت نے اپنے مبلغین جہال مقرر کئے اور اپنے علماء کا اس میں انتخاب نہیں کیا۔ لہٰذا اس الیاسی جماعت کا جہال کے مبلغین بنانے میں بھی اور علماء کے نہ لینے میں یہ راز ہے۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا مرکز دہلی کیوں ہے

اگر یہ الیاسی جماعت اپنا مرکز دیوبند یا تھانہ بھون یا گنگوہ یا انبیٹھہ مقرر کرتی تو یہ وہ مقامات ہیں جو وہابیت میں مشہور ہو چکے ہیں۔ تو ہر سنی ان کا نام سننے کے بعد بے تکلف یہ سمجھ سکتا کہ جب اس جماعت کا مرکز ان مقامات میں سے کوئی مقام ہے تو یہ وہابیت کی حد کو پہنچتا ہے۔ تو اس جماعت کے فریب میں اہلسنت نہیں آتے پھر تو تبلیغ کا مقصد اعظم یعنی تبلیغ وہابیت ہی ختم ہو جاتی۔

اس جماعت کے بانی نے اس خطرہ سے بچنے کے لئے دہلی کو مرکز قرار دیا اور اس میں بھی وہ آبادی متعین کی جس کا صرف نام ہی سن کر ہر سنی کے جذبات میں طوفانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس کی عقیدت کا سمندر موجیں مارنے لگتا ہے۔ یعنی وہ مقدس سرزمین جس کو مرجع اولیاء مخزن اصفیاء ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خانقاہ حضرت عالیجاہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شاہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ کا جوار۔ اس کو اس جماعت نے اسی بنا پر مرکز قرار دیا کہ یہاں کا نام سن لینے کے بعد اس جماعت کی وہابیت کا اہلسنت کے قلوب میں خطرہ بھی نہیں گذرے گا۔ اس نسبت کی بنا پر اس جماعت کا احترام کیا جائیگا ان کی مہمان نوازی کی جائیگی ان کی باتوں کو بکمال عقیدت سنا جائیگا ان کے تعمیل حکم میں حتی المقدور سعی کی جائیگی۔

بالجملہ اس جماعت کا قریب خانقاہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ میں مرکز مقرر کرنے میں یہی فریب ہے کہ اہلسنت ان کی وہابیت کو نہ پہچان سکیں اور یہ اس پردہ میں ناواقف سنیوں کو وہابی بناتے رہیں۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا تقیہ

اگر اس الیاسی جماعت میں اسلام کا سچا جذبہ ہے تعمیل احکام کا صادق ولولہ ہے اتباع شریعت کا واقعی ذوق ہے دینداری کا حقیقی شوق ہے تو قرآن وحدیث اقوال صحابہ وتابعین قیاس ائمہ ومجتہدین، تصریحات متقدمین ومتاخرین عمل سلف وخلف امت خیر المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کو سامنے رکھ کر صاف الفاظ میں اعلان کردے کہ ہمارا افلاں مذہب ہے اور ہم اس مذہب حق اور سبب فلاح ونجات اعتقاد کرتے ہیں اور اسی مذہب کی تبلیغ کیلئے نکلے ہیں تو دنیا ان کو مشتبہ نظروں سے نہ دیکھے گی جو کھل کر اپنا مذہب ظاہر کرتے ہیں وہ اس کو کوئی فریبی اور تقیہ باز نہیں کرسکتا ہے۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ اصل میں یہ جماعت نہ رافضی ہے نہ چکڑالوی، نہ غیر مقلد ہے نہ قادیانی کہ اسکے بانی وارا کین ومبلغین ان فرقوں کے کھلے ہوئے مخالف ہیں کہ اس جماعت کے خود اعمال ان فرقوں کے اعمال کے موافق نہیں۔ اب رہے عقائد تو یہ ان کے بھی سخت مخالف ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ یہ الیاسی جماعت اہلسنت وجماعت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ جماعت نہ کبھی عقائد اہلسنت کا اظہار کرے نہ کبھی اعمال اہلسنت کو خود کرے نہ کبھی ان عقائد واعمال کی تبلیغ کرے نہ علماء اہل سنت سے کوئی تعلق رکھے۔ نہ فتاوے اہلسنت کی پیروی کرے نہ خاص مجالس اہلسنت میں عقیدۃً شرکت کرے نہ مخصوص افعال اہلسنت کی کبھی تائید کرے نہ حرمین شریفین بلکہ دنیائے اہلسنت کے علمائے دین ومفتیان شرع متین نے جن کو بالاتفاق کافر ومرتد ہونے کے فتوے دیئے تو یہ جماعت ان فتووں کو حق کہنے اور ان کو کافر ومرتد ماننے کے لئے کسی طرح تیار ہو۔ پھر اس جماعت کا نہ بانی اہلسنت۔ نہ ارکان اہلسنت۔ نہ قائدین اہلسنت۔ نہ مبلغین اہلسنت۔ نہ حامیین اہلسنت۔ نہ مؤیدین اہلسنت۔ تو پھر یہ جماعت اپنے آپ کو کسی طرح اہلسنت وجماعت کہتی ہے اور کس منہ سے اپنے آپ کو اہلسنت قرار دے سکتی ہے۔ اور اپنے اہلسنت ہونے پر کونسی دلیل پیش کرسکتی ہے اور ان کے ان احوال کے باوجود ان کو کون اہلسنت کہہ سکتا ہے۔ تو بھی یہ ثابت ہوگیا کہ یہ الیاسی جماعت ہرگز ہرگز اہلسنت وجماعت نہیں تو اب ان کا وہابی دیوبندی ہونا خود ہی ظاہر ہوگیا اور ان کے وہابی ہونے کا بین ثبوت یہ موجود کہ اس جماعت کا

بانی وہابی۔ اس کے خاص ارا کین وہابی۔ اس کے قائدین وہابی۔ اس کے اصل مبلغین وہابی۔ اس کے حامیین وہابی۔ اس کے مؤیدین وہابی۔ اس جماعت والے عقائد وہابیہ کی تصدیق کریں۔ اعمال وہابیہ کے مطابق عمل کریں۔ علماء وہابیہ سے عقیدت رکھیں۔ مفتیان وہابیہ سے فتوے لیں۔ جلسہائے دیابیہ کے والنٹر بنیں۔ مدارس وہابیہ کا پروپگنڈہ کریں۔ وہابی عقائد کی تبلیغ کریں۔ وہابی اعمال کی تعلیم دیں۔ یہ علماء وہابیہ پر پورا اعتماد رکھیں۔ علمائے وہابیہ ان پر کامل بھروسہ رکھیں۔ اور نہ وہابی انھیں گروہ سے جدا جانیں نہ یہ اپنے آپ کو وہابیہ سے الگ سمجھیں۔

اہل انصاف بتائیں کہ وہابی ہونا اور کسے کہتے ہیں اور دیوبندی ہونا اور کس چیز کا نام ہے اس الیاسی جماعت کا وہابی اور دیوبندی ہونا ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے جس کا کوئی ادنی سمجھ والا انسان بھی کسی طرح انکار نہیں کرسکتا بلکہ یہ نہ خود یہ الیاسی تبلیغی جماعت اپنے وہابی اور دیوبندی ہونے کا کسی واقف کار کے سامنے انکار کرسکتی ہے۔ البتہ ناواقفوں کے سامنے یہ جماعت اپنی وہابیت پر ضرور پردہ ڈالنے کی کوشش کرتی ہے کہیں اپنے وہابی ہونے کا صاف طور پر انکار کر جاتی ہے۔ کہیں سنیوں میں پہنچ کر سنی بن جاتی ہے۔ کہیں اپنی وہابیت سے لاعلمی وناواقفی ظاہر کر جاتی ہے۔ لہذا یہی تو اس تبلیغی جماعت کا تقیہ ہے یہی تو اس کی تبلیغی پالیسی ہے جس کا مفصل ذکر گذرا۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس الیاسی جماعت نے اپنے تقیہ میں روافض کو بھی شرمادئے کہ وہ بھی اپنے مذہب کو اس طرح نہیں چھپاتے ہیں جس طرح یہ جماعت اپنی وہابیت کو چھپاتی ہے۔ پھر اس تقیہ کی انھیں اس لئے ضرورت پڑی کہ یہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کرکے ناواقف سنیوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس لے اور پھر آہستہ آہستہ انھیں تدریجاً وہابی بنالیں۔

الیاسی تبلیغی جماعت کی غرض تبلیغ وہابیت ہے

جب ناظرین پر یہ چیز آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگئی کہ مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت نہ صرف متعصب نسلی وہابی دیوبندی ہیں بلکہ یہ اس وقت کے اکابر دیابیہ کے پیشوا تھے تو ہر معمولی عقائد والا اس کا فیصلہ کرنے کیلئے مجبور ہے کہ جب اس بانی کو عمر کے کسی حصہ میں مذہب اہلسنت سے بھی ادنی سا لگاؤ بھی نہ ہوا۔ نہ کبھی اپنے کسی مشہور عالم اہلسنت سے ملنا گوارہ کیا۔ نہ کسی سنی عالم کو اپنے کسی جلسہ میں مدعو کیا۔ تو اس نے اپنے عمل سے صاف بتادیا کہ مجھے اہلسنت سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ اس الیاس نے جلسہائے اہلسنت کے کھل کر مقابلے کئے ہیں۔ تقریبا بیس سال سے زائد ہوئے کہ میوات

کے قصبہ نوح میں ایک اہلسنت کا جلسہ ہوا تھا۔ اس کے منتظم حضرت مولانا رکن الدین صاحب الوری کے صاحبزادے حضرت مولانا محمود صاحب اور حضرت مفتی مولانا مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتح پوری دہلی کے صاحبزادے مولوی مشرف احمد صاحب تھے۔ اس جلسہ میں فقیر کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ تو ایک جلسہ تو بوقت صبح اسکول کے قریب میدان میں ہوا اور دوسرا جلسہ بعد ظہر اسکول کے اندر رہا۔ الیاس صاحب نے ہم لوگوں کی خبر سن کر دہلی سے دیو بندی مولویوں کی ایک لاری بھر کر بغرض مناظرہ روانہ کی تھی۔ جلسوں میں ہماری تقریر فضائل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وترغیب اعمال میں ہو رہی تھیں۔ دوسرے جلسہ میں میں تقریر کر رہا تھا کہ درمیان تقریر ہی میں ان دیو بندی مولویوں میں سے ایک مولوی مجمع میں کھڑا ہو گیا اور شور مچانے لگا کہ ہم مناظرہ کے لئے آئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہا آپ سے اور مناظرہ سے کیا واسطہ۔ اگر فی الواقع آپ لوگ مناظرے کے لئے آئے ہوتے تو کل سے آپ قصبہ نوح میں موجود ہیں۔ آپ نے چیلنج مناظرہ بھیجا ہوتا۔ شرائط مناظرہ طے کئے ہوتے۔ اور باضابطہ آپ نے مجلس مناظرہ طلب کی ہوتی۔ مگر آپ کو تو اس وقت جلسہ میں صرف شور وشر کرنا مقصود ہے۔ خیر جب آپ نے مناظرہ کا نام لیا ہے تو ہم اسی مجمع میں ابھی مناظرہ کا معاملہ طے کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے مجمع کو مخاطب بنا کر دریافت کیا کہ آپ لوگ مناظرہ کن صاحب سے چاہتے ہیں۔ مجمع نے کہا کہ ہم لوگ مناظرہ مولوی الیاس صاحب سے چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میوات میں اختلاف وفساد کا بیج انھوں نے ہی بویا ہے۔ اور ہمارے گاؤں گاؤں گھر گھر میں باپ بیٹے بھائی بھائی میں جنگ وجدال قائم کر دیا ہے۔ میں نے مولویوں سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ کی اس جماعت میں مولوی الیاس صاحب موجود ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ تو موجود نہیں ہیں۔

میں نے دریافت کیا کہ وہ آخر کہاں ہیں۔ وہ بولے کہ مولانا صاحب دہلی میں ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اگر انکو کوئی شخص یہاں سے دہلی لینے کیلئے جائے اور پھر ان کو دلی سے لے کر آئے تو اس میں کتنے گھنٹے صرف ہونگے۔ مجمع نے جواب دیا کہ وہ صرف ۵ گھنٹے میں یہاں آسکتے ہیں۔ میں نے اسی مجمع ہی میں بہ اعلان مولوی الیاس صاحب کو چیلنج مناظرہ دیا۔ ہم ان کا ۲۵ ر گھنٹہ تک انتظار کرینگے اگر اتنی مقدار میں یہاں نہیں آئے تو ان کی شکست فاش ہوگی۔ لیکن ان کے فرستادہ مولویوں نے انھیں اس وقت میں حاضر نہیں کیا۔ ہم نے وہاں بجائے ۲۵ ر گھنٹے کے ۳۰ ر گھنٹے تک انتظار کیا اور اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔

یہ واقعہ محض اس لئے پیش کیا کہ وہ اہلسنت کے سخت مخالف تھے کہ ان سے کبھی اہلسنت کا وقار دیکھا نہیں جاتا تھا۔ چنانچہ ہم اس کو انھیں کے کلام سے ثابت کردیں۔ ان کی سوانح میں ہے۔

مولانا کی فطرت میں دین کی حمیت وغیرت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ان کی اس دعوت کی ایک بڑی محرک طاقت اوران کی اس سوز دردمندی اور بے قراری کی ایک بڑی وجہ جوان کو کسی کل اور کسی پل چین نہیں لینے دیتی تھی دین کا یہی بڑھتا ہوا تنزل وانحطاط روزافزوں غلبہ واقتدار تھا جس کو ان کی حساس اور بیدار فطرت اوران کا غیور مزاج ایک لحہ کیلئے برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ (سوانح ۲۳۱) (اسی میں ہے)

دین کے روزافزوں انحطاط ہندوستان میں اسلام کے زوال عقائدوارکان دین کے ضعف واضمحلال اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی دنیت اور مادہ پرستی نے مولانا کی حساس اور غیور طبیعت پر ایسا اثر کیا کہ ساری عمر وہ اس درد میں بے چین رہے (سوانح ص ۲۹۲

ان عبارات سے ظاہر ہوگیا کہ الیاس صاحب کی بے چینی کا سبب اوران کی دردمندی و بے قراری کا باعث جو نا قابل برداشت تھا وہ اہل سنت کا فروغ اور روزافزوں غلبہ واقتدار تھا اوران کے عقائد کی اشاعت تھی جس کو وہ اپنی نزدک لا دینیت اور اسلام کے زوال سے تعبیر کرتا ہے۔ رہا ضعف اعمال اس کو تو براہ فریب پیش کردیا ہے۔ چنانچہ اسی سوانح میں ذرا کھل کر لکھتے ہیں۔

کفر کی حد تک پہونچے ہوؤں تک علم پہنچانا اصل کی تکمیل اور ہمارا فریضہ ہے۔

(سوانح ص ۳۰۵)

لوگوں نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے اس لئے ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے ان میں مشغول ہوگئے حالانکہ سرے سے ایمان پیدا کرنے ہی کی ضرورت باقی ہے۔

(سوانح ص ۲۷۵) مولانا دین کے تمام کاموں میں ایمان اور مذہب کے اصول وارکان کیلئے جدوجہد اور تبلیغ ودعوت کو مقدم رکھتے تھے۔ (سوانح ص ۲۹۴)

اس دعوت وتبلیغ کو جو مسلمانوں میں ایمان پیدا کرنے اوراصول دین کا رواج دینے کے لئے تھی تحریک ایمان سے موسوم کرتے تھے۔ (سوانح ص ۲۸۵)

ان عبارات سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ الیاسی تبلیغ اصل اعمال کے لئے نہیں ہے بلکہ کفر تک پہونچے ہوؤں کو تبلیغ کرنا اپنا فریضہ بنادیا اور سرے سے ایمان پیدا کرنا ضروری ٹھہرایا اور ایمان واصول مذہب کی تبلیغ کو مقدم قراردیا اور مسلمانوں میں ایمان پیدا کرنے اوراصول دین کا رواج دینے کی

تبلیغ کا نام تحریک ایمان رکھا۔ تو یہ الیاسی تبلیغ حقیقت میں اعمال کی تبلیغ نہیں ہے بلکہ اصول دین عقائد ایمان کی تبلیغ ہے اور رتذکیر الاخوان کی عبارت منقول ہوئی کہ میلاد و قیام کرنے والے عرس فاتحہ کرنے والے سوم و چہلم کرنے والے محفل محرم گیارہویں کرنے والے ان کے نزدیک کافر ہیں۔ کفر تک پہونچے ہوئے ہیں۔ تو یہ اہل سنت ہی تو ہیں۔ لہٰذا یہ الیاسی تبلیغ خاص اہل سنت کے لئے سرے سے ایمان پیدا کرنے کے لئے ہے۔ رہا اعمال کا ڈھونگ اور تحریک صلوۃ کا نام وہ محض فریب ہے۔ چنانچہ خود ہی اس فریب کا اظہار بھی الیاس ہی نے کر دیا ہے سوانح ہے۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔

(سوانح ص ۲۲۶)

الیاس صاحب کی اس عبارت سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ الیاس صاحب یہ تبلیغی وفود نماز کی تبلیغ کے لئے ہرگز نہیں۔ تبلیغ صلاۃ کا ڈھونگ ایک فریب ہے۔ لوگوں سے ربط و ملاقات کا ذریعہ ہے۔ بلکہ یہ ساری تبلیغی جماعت کی نقل و حرکت ایک نئی قوم پیدا کرنی یعنی وہابی بنانے کے لئے ہے۔ لہٰذا ظاہر ہو گیا کہ اس الیاسی تبلیغ کی غرض تبلیغ وہابیہ ہے۔

علاوہ بریں جب الیاسی تبلیغ کا نام تحریک ایمان ہے اور اس میں اصول دین وعقائد ایمان کی تبلیغ مقدم ہے اور یہی الیاسی جماعت کا اصل تبلیغی فریضہ ہے تو ان کے اصول دین وعقائد ایمان وہی تو ہیں جو مذہب وہابیت دیوبندیت کے اصول عقائد دین وایمان ہیں تو اب صاف بات ہو گئی کہ الیاسی جماعت اس صلوۃ وعقائد کی تبلیغ کرتی ہے جو مذہب وہابیت کے اصل عقائد ہیں تو الیاسی تبلیغ کی غرض وہابیت ہی تو قرار پائی۔

اور اگر کسی کو پھر بھی یہ اشتباہ ہو کہ تبلیغی جماعت کی تبلیغ غرض تبلیغ وہابیت نہیں ہے اور ان کا کام کسی کو وہابی دیوبندی بنانا نہیں ہے ان کے بانی الیاس صاحب کا مدعا تبلیغ دیوبندیت نہیں ہے انکا دیوبندیوں سے تعلق نہیں ہے تو صاف سنئے اسی سوانح میں ہے۔

منشی نصر اللہ صاحب راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ (یعنی الیاس صاحب) مجدد وقت ہیں فرمایا تم سے کون کہتا تھا میں نے کہا کہ لوگوں میں چرچا ہے فرمایا نہیں میری جماعت مجدد ہے (حاشیہ میں ہے) یعنی اس دورے کے علماء صالحین کی وہ جماعت جس سے

مولانا کا تعلق تھا۔

(سوانح ص ۲۲۷)

اس عبارت میں الیاس صاحب نے صاف الفاظ میں اعلان کردیا کہ تبلیغ دیوبندیت ووہابیت کا مجدد فقط میں ہی نہیں ہوں بلکہ میری ساری جماعت ہے اور محشی نے تو صاف کردیا کہ جماعت سے مراد اس دور کے وہ علماء ہیں جن سے الیاس صاحب کا تعلق تھا اور ہم یہ امر پیش کر چکے ہیں کہ انکا تعلق تمام اکابر واصاغر علمائے دیوبند سے تھا اور کسی سنی عالم سے ان کا تعلق ہی نہیں ہوا تو اب ثابت ہوگیا کہ یہ الیاسی تبلیغ صرف وہابیت ودیوبندیت کے لئے ہے اور ایسی جماعت کے ساری جد وجہد لوگوں کو وہابی بنانے کے لئے ہے۔

بعض ناواقف یہ شبہ پیش کیا کرتے ہیں کہ الیاس تبلیغ میں اہل سنت کا رد نہیں ہوتا نہ خود الیاس صاحب اہل سنت کی تردید کرتے تھے نہ انھوں نے اپنی اس تبلیغی جماعت کو رد اہل سنت کا حکم دیا ہے۔ تو اس کا جواب اور اس کی پوری حقیقت خود انھیں سے سنئے۔

سوانح میں ہے:

مولانا (الیاس) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں خاص اصول وترتیب وتدریج کے قائل تھے لیکن جب کھلا ہوا منکر پیش آجاتا تو قطعاً کوئی مداہنت اور رواداری گوارہ نہ کرتے۔ فاذا تعدی الحق لم يقم لغضبه شئ پھر اس استقامت اور تورع کا اظہار فرماتے جو ان کے اسلاف کرام مشائخ اور علماء راسخین کا شیوہ ہے۔

(سوانح ص ۲۵۹)

مولانا نے جس مبارک ماحول میں ابھی تک پرورش پائی تھی وہاں کی دینی غیرت وحمیت عشق سنت اور جذبہ حفاظت شریعت اس کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ کسی منکر کو زندہ رہنے کی فرصت دی جائے۔

(سوانح ص ۲۹۶)

(اسی سوانح کے صفحہ ۱۱ پر ہے) عقائد اور فرائض میں مداہنت کی جائے تو یہ کسی حال میں جائز نہیں ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہوگیا کہ الیاس صاحب اس سلسلہ تبلیغ میں یہ فریب اور پالیسی رکھتے ہیں کہ اہل سنت کو ایک دم وہابیت کی تبلیغ نہ کرو بلکہ آہستہ آہستہ بہ تدریج دیوبندیت کی دعوت دو۔ ہاں جب میلاد شریف قیام گیارہویں شریف عرس وغیرہ کرنے لگیں جو وہابیہ کے نزدیک منکرات میں سے ہیں تو ان پر مداہنت اور رواداری ہرگز نہ کرو یعنی ان منکرات کا کھل کر رد وابطال کرو اور ان امور

کے جواز پر کوئی مناظرہ کرے تو اس سے اپنے مشائخ وعلماء دیو بند کے طریقہ پر مناظرہ ومباحثہ بھی کرو اور وہابیت کے نہ ماننے والے منکر پر کسی طرح کا تقیہ نہ کرو بلکہ غصہ اور تیش میں آجاؤ اور مشائخ وہابیہ کی راہ استقامت پر عقائد ومسائل اہل سنت کا مقابلہ کرو ان کے ابطال وبدعت وحرام ہونے کا اظہار کر واور یہاں تک کہ منکر کو زندہ رہنے کی فرصت بھی مت دو۔

مسلمانو! دیکھو یہ بانی تبلیغی جماعت کتنے صاف الفاظ میں وہابیت ودیو بندیت کی تبلیغ کا حکم دے رہا ہے اور عقائد ومسائل وہابیت کے اظہار کرنے کا حکم دے رہا ہے اور وہابیت کے کسی عقیدہ ومسئلہ کے چھپانے کو مداہنت ورواداری کہہ کر کس قدر تنبیہ کر رہا ہے اور اہل سنت کے رد وابطال کا کتنا زبر دست سبق دے رہا ہے۔ اہل سنت کو نہایت پالیسی اور انتہائی فریب سے وہابی بنانے کا طریقہ بتارہا ہے

۔

ہمارے برادران اہل سنت آنکھیں کھولیں اور اس تبلیغی جماعت کے کید وفریب کو دیکھیں کہ یہ جماعت ہمارے اہل سنت کو وہابی بنانے کی فکر میں گشت کر رہی ہے۔ یہ جماعت وہابیت کی تبلیغ کے لئے دور بکرتی پھر رہی ہے۔ یہ جماعت دیو بندیت کی دعوت دیتی ہوئی شہر بہ شہر چکر لگا رہی ہے۔ اس جماعت کے بنانے کی غرض ہی یہ ہے کہ دیو بندی قوم پیدا کی جائے۔ اس جماعت کی بنیاد ہی اس پر رکھی گئی ہے کہ دائرہ وہابیت کو وسیع کیا جائے۔ چنانچہ جہاں انھوں نے کامیابی حاصل کر لی ہے وہاں کے لوگ سخت وہابی پختہ دیو بندی ہو گئے ہیں۔ جو سنی حضرات ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں وہ سنیت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور کھل کر وہابیت کے ہوا خواہ بن گئے ہیں۔ جن مقامات پر انکا بکثرت گشت ہوتا ہے وہاں دیو بندیت کے جراثیم پھیل گئے ہیں۔

لہٰذا میرے سنی بھائیو! تم اس جماعت کے فریب میں نہ آؤ۔ ان کی تحریک صلوۃ وتبلیغ کلمہ شریف کی ظاہری دعوت کو نہ دیکھو۔ ان کی جماعت میں ہرگز شامل نہ ہو۔ ان کے فریب سے اپنے بھائیوں کو بچاؤ۔ اور ان کی ان کی کھل مخالفت کرو۔ اور ان سے اپنے دین حق کی محافظت کرو۔

الیاسی تبلیغی جماعت کے ساتھ مسلمان کیا کریں

جب یہ ثابت ہو چکا کہ یہ الیاسی جماعت کوئی نئی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ وہی جماعت ہے جو وہابی دیو بندی کے نام سے مشہور ہے جن کے عقائد ومسائل سلف وخلف مسلمین سے بالکل علیحدہ ہیں جنھوں نے حضرات اولیاء وانبیائے کرام علیہم السلام کی شانوں میں گستاخیاں خیال کرنا اپنا مذہب ٹھہرالیا

ہے جنھوں نے شان الوہیت میں توہین آمیز الفاظ لکھنا اپنا طرہ امتیاز بنالیا ہے ان کی صدہا عبارات اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین وتنقیص میں مطبوعہ موجود ہیں کہ ان کے عقائد مذہب اسلام کی مشہور کتب عقائد کے خلاف ہیں اور ان کے عقائد مسلمانوں کے عقائد سے بالکل جدا اور الگ ہیں۔ لہٰذا اسی بنا پر ان کو تمام علماء ہند و عرب حرمین شریفین نے خارج از اسلام ہونے کے فتوے تحریر فرمائے جنھیں انکا مطالعہ مقصود ہو وہ حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ کو دیکھیں بلکہ ان عبارات کے دیکھ لینے کے بعد آپ کا ایمان خود آپ کو یہ باور کرادیگا کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایسی توہین وگستاخیاں کرنے والا یقیناً گمراہ بیدین کافر و مرتد ہے اور جب یہ امر متحقق ہو چکا کہ ان کے اقوال کفر وضلال ہیں۔ ان کے عقائد غلط و باطل ہیں۔ تو ان کی اس جماعت کے ساتھ تعلق اور ربط ومحبت رکھنا ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ان سے سلام وکلام کرنا ان سے نکاح اور شادی کرنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا ان کے علماء کو علمائے دین سمجھنا ان کے وعظ سننا ان کی جماعت میں شامل ہونا کس طرح روا اور درست ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث سے اقوال سلف وخلف سے ایسے گمراہوں اور بے دینوں کے بارے میں جو احکام ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کردوں۔

اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے:

آیت: ومن یتولھم منکم فانه منھم۔ (سورۂ مائدہ) اور تم میں جوکوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہیں۔

علامہ نسفی تفسیر مدارک التنزیل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

وھذا تغلیظ من الله وتشدید فی وجوب مجانبة المخالففی الدین۔

(تفسیر مدارک مصری جلد ۱ ص ۲۲۳)

یہ حکم اللہ کی جانب سے دین کے مخالف سے علیحدگی کے واجب ہونے میں زبردست اور شدید حکم ہے۔

علامہ خازن تفسیر خازن میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

ھذا تعلیم من الله تعالیٰ وتشدید عظیم فی مجانبة الیھود والنصاری وکل مخالف دین الاسلام۔ (تفسیر خازن مصری جلد ۲ ص ۵۱)

یہ اللہ تعالی کی طرف سے یہود ونصاریٰ سے اور ہر اس شخص سے جو دین اسلام کا مخالف ہو پرہیز

رکھنے کی بڑی شدید تعلیم ہے۔

(آیت دوم) اذا سمعتم ایٰت اللہ یکفر بھا و یستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ (سورۃ النساء رکوع ۲۰)

اور جب اللہ کی آیتوں کو سنو کہ انکا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بتائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔

علامہ خازن تفسیر لباب التاویل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

قال ابن عباس دخل فی ھذہ الآیۃ کل محدث فی الدین و کل مبتدع الی یوم القیٰمۃ انکم اذا مثلھم) یعنی انکم یا ایھا الجالسون مع المستھزئین بایٰت اللہ اذ ارضیتم بذلک فانتم وھم بالکفر سواء قال العلماء وھذا یدل علی ان من رضی بالکفر فھو کافر ومن رضی بمنکر او خالط اھلہ کان فی الاثم بمنزلتھم اذارضی بہ وان لم یباشر۔

(خازن جلد ا ص ۵۰۹)

حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس آیۃ کے حکم میں قیامت تک کا ہر گمراہ اور دین میں ہر نئی راہ پیدا کرنے والا داخل ہوگیا (انکم مثلھم) یعنی تم اے اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کرنے والے کے ساتھ بیٹھنے والو! جب تم اس مذاق سے راضی ہوگئے تو تم اور وہ کفار کفر میں برابر ہوگئے۔

علماء نے فرمایا اس آیت نے اس بات پر دلالت کی کہ جو کفر سے راضی ہو تو وہ کافر ہوگیا اور بری بات سے راضی ہوا یا اس کے بڑوں سے میل جول کیا تو گناہ میں اس جیسا ہوا جب اس سے راضی ہو اگرچہ اس کو خود نہ کرے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام ابوبکر رازی تفسیر احکام قرآن میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

عن الحسن ان ما اقتضتہ الآیۃ من اباحۃ المجالسۃ اذا خاضوا فی حدیث غیرہ منسوخ بقولہ (فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین) وفی ھذہ الآیۃ دلالۃ علی وجوب انکار المنکر علی فاعلہ وان من انکارہ اظہار الکراھۃ اذا لم یمکنہ ازالتہ و ترک مجالسۃ فاعلہ والقیام عنہ۔ (از احکام القرآن مصری جلد ۲ ص ۳۵۳)

حضرت حسن سے مروی ہے کہ آیت نے جو بیٹھنے کے مباح ہونے کا اقتضا کیا جب وہ اور بات میں مشغول ہوجائیں تو اس کو آیۃ فلا تقعد بعد الذکری الایۃ نے منسوخ کردیا یعنی یاد آئے پر

ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔تواس آیت میں برائی کے کرنے والے پر وجوب انکار پر دلالت ہے اور انکا منکر سے جب اس کو نہ روک سکے کہ کراہت کا ظاہر کرنا ہے اور اس کے کرنے والے کے ساتھ نشست و برخاست کا چھوڑ دینا ہے اور وہاں سے اٹھ جانا ہے۔

(آیت سوم) واذا رایت الذین یخو ضون فی ایٰتنا فاعرض عنهم حتی یخوض فی حدیث غیره و اما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمیں ۔

(سورہ الانعام رکوع ۸)

اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک وہ اور بات میں نہ پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو

حضرت حجۃ الاسلام امام ابوبکر رازی تفسیر احکام القرآن میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں:

هذا یدل علی ان علینا ترك مجالسة الملحدین و سائر الکفار عند اظهارهم الکفر والشرك فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمیں) یعنی بعدما تذکر نهی الله تعالیٰ لا تقعد مع الظالمیں و ذلك عموم افی لانهی عن مجالسة سائر الظالمیں من اهل الشرك واهل الملةلوقوع الاسم علیهم جمیعا ملخصا۔ (احکام القرآن مصری جلد ۳ ص ۲)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہم پر بیدینوں اور تمام کفار کے ساتھ جب وہ کفر و شرک کا ارادہ ظاہر کریں نشست کا چھوڑ دینا ضروری ہے تو آیت فلاتقعد بعد الذکری الایۃ یعنی اللہ تعالی کی ممانعت کے یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور آیت میں تمام ظالموں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت کا عموم ہے چاہے وہ شرک والے ہوں یا دین والے اس لئے کہ ظالم کا لفظ سب پر اطلاق ہوتا ہے۔

علامہ احمد جیون تفسیر احمدی میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں

والظاهر من کلام الفقهاء ان الایة باقیةوان القوم الظالمیں یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلهم ممتنع۔ (از تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی جلد ۱ ۲۲۶)

کلام فقہاء سے ظاہر ہے کہ اس آیت کا حکم باقی ہے اور قوم ظالم گمراہ اور فاسق اور کافر سب کے لئے عام ہے اور تمام کے پاس بیٹھنا ممنوع ہے۔

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں پر کفار سے اور ہر مخالف گمراہ و بیدین

سے جدا رہنا اور پرہیز کرنا واجب ہے اور انکے پاس بیٹھنا ان کی ان مجالس میں جانا جن میں وہ خلاف عقائد اسلام تقریر کرتے ہوں ان کے جلسوں میں سننے کیلئے شرکت کرنا ان کے ساتھ رہنا اور تعلقات رکھنا ممنوع و ناجائز ہیں اور یہ احکام صرف کفار کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں بلکہ ہر گمراہ و بیدین حتی کی فاسق و فاجر کے لئے بھی ہیں یہ انکار تو آیات سے پیش کئے گئے۔ اب باقی رہیں احادیث تو ان کے پیش کرنے سے پہلے ان دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

امر اول آپ اسی کتاب میں اسی بانی تبلیغی جماعت کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوے پڑھ چکے ہیں کہ محمد ابن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں اور ظاہر ہے کہ عمدہ عقائد اور اچے لوگوں کا ہی اتباع اور پیروی کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان الیاس صاحب کے پیر گنگوہی صاحب اور ان کے سب ماننے والے محمد ابن عبدالوہاب کے ہم عقیدہ اور متبع قرار پائے اور اس کتاب میں فقہ کی مشہور کتاب ردالمحتار سے اکابر و اساتذہ صاف طور پر المھند میں لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک ان (محمد بن عبدالوہاب) کا حکم وہی ہے جو صاب درمختار نے فرمایا ہے خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے امام پرچڑھائی کی تھی الخ۔

(المھند مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ ص ۱۴)

تو اب ردالمحتار اور خود الیاس صاحب کے اکابر اور استاذوں کے حکم سے محمد ابن عبدالوہاب اور اس کے متبعین کا خارجی ہونا ثابت ہوگیا۔ لہٰذا اب بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب اور ان کے پیروں اور استاذوں اور تمام اکابر وہابیہ اور ان کے سب ماننے والوں کا محمد بن عبدالوہاب کے ہم عقیدہ و متبع ہونے کی بنا پر خارجی ہونا ثابت ہوگیا تو اب تبلیغی جماعت کا فرقہ خوارج ہونا خوب ظاہر ہوگیا۔

امر دوم: آپ نے اس تبلیغی جماعت کے اسی کتاب میں ۲۵ عقائد دیکھے جو اہلسنت کی کتب عقائد کے بالکل خلاف ہیں ہم نے اس کتاب میں ان کے صرف ۲۵ عقائد ہی بطور نمونہ کے پیش کئے ہیں ورنہ یہ اہلسنت کے صدہا عقائد میں مخالف ہیں جن کی تفصیل ہمارے رسالہ کاشف سنیت و وہابیت میں ہے۔ بالجملہ یہ جماعت مخالف اہلسنت و جماعت ہے اور مخالف اہلسنت ہی کا نام اہل بدعت ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر کے فتاوے حدیثیہ میں اس کی صاف تصریح موجود ہے:

المراد باصحاب البدع فیہ من کان علی خلاف ماعلیہ اهل السنة والجماعة۔

(فتاوے حدیثیہ مصری ص ۲۰۰)

حدیث میں صاحب بدعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہلسنت و جماعت کے مذہب کے مخالف ہوں۔

ردالمحتار میں ہے

اهل البدعة كل من قال قو لا خالف فيه اعتقاد اهل السنة والجماعة۔

(ردالمحتار جلد ۳ ص ۱۸۹)

اہل بدعت ہر وہ شخص ہے جو اہلسنت و جماعت کے مخالف کوئی بات کہے

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ الیاسی جماعت مخالف مذہب اہل سنت ہونے کی بنا پر اہل بدعت ہوئی ۔لہٰذا اس الیاسی تبلیغی جماعت کا اہل بدعت وخوارج ہونا متحقق ہوگیا تو اب خوارج واصحاب بدعت کی احادیث دیکھئے۔

حدیث بخاری شریف کے باب قتال الخوارج والملحدین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیخرج قوم فی اخر الزمان حداث الاسنان سفهاء الاحلام يقولون من خير قول البرية لا يجاوز ايمانهم حنا جرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية فاينما لقيتمو هم فاقتلو هم فان فی قتلهم اجرا لمن قتلهم يوم القيمة۔

(بخاری شریف مجتبائی جلد ۲ ص ۱۰۲۴)

حدیث ۲ بخاری شریف کے اس باب قتال الخوارج میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

بينا النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقسم جاء عبدا لله ذو الخويصرة التميمی فقال اعدل يا رسو ل الله قال ويلك و من يعدل اذا لم اعدل قال عمر بن الخطاب ائذن لی فاضرب عنقه قال دعوه فان له اصحابا يحقرا حد كم صلاته مع صلاته وصيامه مع صيامه يمر قون من الدين كما يمرق السهم من الرمية۔ (بخاری شریف ۲۸ جلد ۲ ص ۱۰۲۴)

حدیث بخاری شریف کے اسی باب من ترک قتال الخوارج من حضرت یسیر بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی انھوں نے حضرت سہل بن حنیف سے دریافت کیا:

هل سمعت النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقول فی الخوارج شيئا قال سمعته

یقول واهوی بیده قبل العراق یخرج منه قوم یقرون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمیة (از بخاری شریف مجتبائی ۲۸ ص ۱۰۲۵)

حدیث ۵ بخاری شریف کے باب صفۃ ابلیس وجنودہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انھوں نے فرمایا:

رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یشیر الی المشرق ها ان الفتنة ههنا ان الفتنة ههنا من حیث یطلع قرن الشیطان ۔ (بخاری شریف مجتبائی ۱۳ جلد اؤ ۴۶۳)

حدیث ۶ بخاری شریف کے باب ذکر قوم عاد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے سرکار رسالت میں یمن سے کچھ سونا بھیجا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو چار شخصوں اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری۔ بنی نبہان کے ایک شخص علقمہ بن علاثہ عامری اور بنی کلب کے ایک شخص کے درمیان تقسیم فرمایا۔

فغضب قریش والانصار فقالوا یعطی صنادید اهل نجد ویدعنا قال انما اتألفهم فاقبل رجل غائر العینین مشرف الوجنتین ناتی الجبین کث اللحیة محلوق فقال اتق الله یا محمد فقال من یطیع الله اذا عصیت ایامننی الله علی اهل الارض فلا تامنونی فساله رجل قتله احسبه خالد بن الولید فمنعه فلما ولی قال ان صنضئی هذا او عقب هذا قوما یقرئون القران لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان لئن ادرکتهم لا قتلنهم قتل عاد۔

(بخاری شریف ۱۳ جلد ا ص ۴۷۲)

کتبہ: المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل، العبد محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل